بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

دین حنیف کا ترجمان

ماھنامہ

سیدھا راستہ

لاہور

بیادگار

پیر طریقت، رہبر شریعت، زبدۃ العارفین، پیکر ایثار ووفا،
فنافی الرسول، امین علم لدنی، قطب جلی، نائب غوث الثقلین
منظور نظر داتا گنج بخش، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ

(نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی)
قدس سرہ العزیز

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے عام فہم اور آسان سلیس اردو
بیسیوں حوالہ جات سے مزین، دور جدید میں منفرد حیثیت کا حامل

مسلسل اشاعت کا ستائیسواں سال

بفضل عنایت

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی زم زم

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشینان آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

حسن ترتیب

۱	حمد باری تعالیٰ و نعت شریف۔	۲
۲	اداریہ۔	۳
۳	تفسیر یوسفی۔	۵
۴	درس حدیث شریف۔	۱۰
۵	اے ایمان والو! (قسط نمبر ۴ حصہ دوم)۔	۱۳
۶	شان امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔	۱۷
۷	جہاد میں حیات ہے۔ (قسط نمبر ۷)۔	۲۵
۸	بخاری شریف پڑھئے بحوالہ تیسیر الباری۔	۳۳
۹	مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' منیر احمد یوسفی (ایم اے) کے تبلیغی وتربیتی دوروں کی رپورٹ۔	۳۷
۱۰	فتاویٰ رضویہ سے سوالات کے جوابات۔	۳۹
۱۱	بخاری شریف بحوالہ تیسیر الباری سے متعلق تاثرات و تبصرہ کتب۔	۴۲
۱۲	ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال۔	۴۵

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر معاون
صاحبزادہ مفتی حافظ خلیل احمد یوسفی

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ یوسفی
(ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی)

سرکولیشن کنٹرولرز
شیخ فہد احمد یوسفی
حافظ ظفر یوسفی

سالانہ ممبر شپ فیس (اندرون وبیرون ملک)

	روپے
الجزائر، ایران، ترکی، عراق	2000
عرب امارات وسعودی عرب	2000
انگلینڈ	2000
کینیڈا، امریکہ	2500
پاکستان	300

زیر انتظام صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، صاحبزادہ حافظ مفتی خلیل احمد یوسفی، صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زم زم

پروف ریڈرز مفتی محمد آصف یوسفی، ملک محمد سلیم نواز یوسفی
شیخ محمد عبدالعلیم یوسفی، محمد عامر فقیر، محمد وسیم یوسفی

خط وکتابت وترسیل زر کا پتا
ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ''
جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجر پورہ سکیم لاہور
042-36880027,0300-4274936

ڈرافٹ اور چیک کے لئے: منیر احمد یوسفی اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بنک شاد باغ لاہور

قیمت فی شمارہ
30
روپے

پبلشر منیر احمد یوسفی نے حامد جمیل پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر جامع مسجد نگینہ بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور سے شائع کیا

کمپوزنگ: ابوبکر کمپیوٹر سینٹر۔ 977-A بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور 0300-4274936

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com
ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com
http://www.facebook.com/seedharastah

حمدِ باری تعالیٰ

ازقلم: شہزاد احمد مجددی

گر آنکھ سو بھی جائے تو کرتا ہے اپنا کام
دِل کو ہے اسمِ ذات سے کچھ ایسا التزام
تسبیح خواں ہیں اِس کے سمک تا سما سبھی
ہر دِل میں اِس کی یاد ہے ہر لب پہ اِس کا نام
قمری کے زمزمے میں ہے تمجیدِ کردگار
کوئل کے لب پہ اُس کا ترانہ صبح و شام
مسجودِ خشک و تر ہے وہی ذات لا شریک
ہے بحر و بر میں اُس کی عبادت کا اِہتمام
دیتا ہوں اِس کو آیۂ لا تقنطوا سے مات
جب بھی مجھے ستائے ہے میرا خیالِ خام
در پیش آدمی کو ہے لغزش قدم قدم
آتا ہے تھامنے کو کرم اُس کا گام گام
مبداء ہر ابتداء کا وہی ذات لا یزال
ہر انتہا کا اُس کی مشیت پہ اختتام
شہزؔاد جس کا حامی و ناصر ہو خود خدا
رہتا نہیں وہ شخص زمانے میں بے مرام

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب و انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب اور ابوبکر کمپیوٹر سینٹر کے تمام عہداران اور کارکن ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی اشاعت کے ۲۲ سال مکمل ہونے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

دربارِ محمد ﷺ مدنی دا

ازقلم: امین علم لدنی پیر طریقت رہبر شریعت حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ

بخشش لئی رب نے دس چھڈیا دربار محمد☆ مدنی دا
کعبے دا کعبہ ہے روضہ سرکار محمد☆ مدنی دا
خود اپنی شفاعت اُوہدے لئی واجب ہے کیتی سوہنے نے
جس عمداً روضہ تکیہ اے اِک وار محمد☆ مدنی دا
عثمان نوں ذوالنورین کہیا خود نور منیر محمد☆ نے
بھر پور خزانہ نور دا اے پروار محمد☆ عربی دا
کعبہ کیہہ عرشِ اعظم توں اعلیٰ اے روضہ سوہنے دا
جنت دی جنت ہے سارا گھر بار محمد☆ مدنی دا
حق تکیا اُس نے جس تکیا احمد مختار محمد☆ نوں
دیدار خدا دے جلوے دا دیدار محمد☆ مدنی دا
چن ٹُٹدا سورج وی مڑدا اے پتھر وی سلامی دیندے نے
ہر چیز تے سکہ چلدا اے مختار محمد ﷺ مدنی دا
صدیق، فاروق، غنی کیتے اَسَدُ اللہ تے سیف اللہ وی
وڈھ اِک توں اِک اَنوکھا اے شاہکار محمد☆ مدنی دا
ناں لئے مشکلاں حل ہوون لب لایاں دُکھڑے مک جاندے
جاندا نہیں کول حکیماں دے بیمار محمد☆ مدنی دا
سُن سُن کے قصیدے تے نعتاں کیوں منکر سڑدا بلدا اے
نِت آپ قصیدہ پڑھدا اے ستار محمد☆ مدنی دا
والیل نے زُلفاں اے یوسفؔ والشمس حسین پیشانی اے
ہے چہرۂ اقدس مطلعٔ انوار محمد☆ مدنی دا

☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اداریہ

مجھے میرے اِتحادیوں سے بچاؤ؟

ایک عرصہ سے پاکستان کے قبائلی علاقوں میں امریکہ کی طرف سے نام نہاد القاعدہ اور دہشتگردوں کی سرکوبی کے لئے ڈرون حملے کئے جارہے ہیں جس سے اَب تک سینکڑوں قیمتی جانیں ضائع ہوچکی ہیں' ہزاروں لوگ اپاہج ہوگئے ہیں اور بہت سے گھر اجڑ گئے ہیں ۔ پاکستانی علاقوں اور شہریوں پر اِن ڈرون حملوں کا ملکی اور بین الاقوامی قوانین کی رو سے قطعاً کوئی جواز نہیں یہ محض امریکہ کی ہٹ دھرمی اور انٹرنیشنل لاء کی صریحاً خلاف ورزی ہے، یہ ہماری ملکی سلامتی کے خلاف دہشتگردانہ اور جارحانہ اقدام ہے۔ اِس سے پاکستانی حکومت اور فوج کی ساکھ متاثر ہونے کے علاوہ ہماری آزادی اور خودمختاری بھی دُنیا کی نظروں میں مذاق اور سوالیہ نشان بن گئی ہیں۔ عوامی سطح پر اِن حملوں کے خلاف شدید غم وغصہ' احتجاج اور نفرت پائی جاتی ہے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر ذرائع ابلاغ کی اِطلاعات کے مطابق یہ حملے حکومت پاکستان کی آشیرباد سے ہورہے ہیں حتیٰ کہ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ جمہوری حکومت کے منتخب وزیراعظم نے کہا ہے کہ ''اتحادی ڈرون حملے جاری رکھیں' ہم اِن حملوں کے خلاف اِحتجاج اور شور کرینگے اِس کی پرواہ نہ کی جائے''۔ ذرائع ابلاغ کی اِن اطلاعات کو حکومت کے اس طرزِ عمل سے تقویت ملتی ہے کہ صدر پاکستان ڈرون حملوں کے مقتولین کے لواحقین سے تعزیت کرنے کی بجائے کثیر ملکی زرِمبادلہ خرچ کرکے اِن حملوں کے کرتا دھرتا آنجہانی رچرڈ ہالبروک کی آخری رسومات میں شرکت کے لئے امریکہ تشریف لے گئے۔

یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک طرف ہم امریکہ کا اِتحادی ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور اِن کو حملوں کے لئے اپنے ہوائی اڈے، بندرگاہیں' ذرائع رسل ورسائل اور انٹیلی جینس کی سہولیات فراہم کرنے کے علاوہ وہ بغیر سیکیورٹی کلیرنس کے سینکڑوں ویزے جاری کررہے ہیں جس کی وجہ سے CIA کے سینکڑوں جاسوس ملک میں داخل ہوچکے ہیں جو ڈرون طیاروں کو معلومات فراہم کرکے حملوں کا باعث بننے کے علاوہ ملک میں اَمن واَمان کی صورت حال بھی خراب کررہے ہیں جس کی واضح مثال حال ہی میں رہا ہونے والے قاتل جاسوس ریمنڈ ڈیوس ہے۔ دوسری طرف ایٹمی پاکستان کے وزیراعظم پوری دُنیا سے اِستدعا کررہے ہیں کہ ''ہمیں ہمارے اِتحادی امریکہ کے ڈرون حملوں سے بچایا جائے''۔ یہ کتنی شرم اور بے حمیتی کی بات ہے کہ اپنے نام نہاد قابل فخر اتحادی کے ظلم وستم سے بچاؤ کے لئے ہم غیر اِتحادیوں سے مدد طلب کررہے ہیں۔ شاید ہم بھول رہے ہیں کہ:

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

حکومت کے اِس طرزِ عمل نے پاکستانی قوم کو احساس کمتری اور تذبذب میں مبتلا کردیا ہے کہ کیا غیور اور آزاد قوموں کے قائدین قومی غیرت وحمیت کی اِس طرح حفاظت کرتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ڈرون حملے بند کرنے کے اِنتباہ کے باوجود اگر حملہ ہوتا تو حکومت پاکستان فوری طور پر امریکہ سے اپنا تعاون ختم کرتے ہوئے اپنی عسکری قیادت کو حکم دیتی کہ پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے والے ہر جہاز خواہ وہ ڈرون ہو مار گرایا جائے۔ لیکن اَفسوس کے اَیسا نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس ہمارے داخلی امور اور سلامتی کے غیر ذمہ دار وزیر داخلہ نے نامعلوم کن وجوہ کی بنا پر اَیسی بے پرکی چھوڑی ہے کہ ''پاکستان کا ایف 16 طیارہ اگر 24 گھنٹے بھی پرواز کرتا رہے تو وہ ڈرون طیارہ نہیں گرا سکتا''۔ جبکہ ہماری فضائیہ کے سربراہ نے برملا کہا ہے کہ پاک فضائیہ ڈرون طیارے مار گرانے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے لیکن اِس کا فیصلہ کرنا اور حکم دینا حکمرانوں کا کام ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ اپنے دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے اپنے تیر تفنگ اور گھوڑے تیار رکھو لیکن حکمرانوں کا طرزِ عمل اور حکمتِ عملی فرمانِ باری تعالیٰ کی عکاس نہیں بلکہ ہوسِ اِقتدار اور غلامانہ ذہنیت کی غمازی کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایٹمی طاقت ہونے کے

باوجود ہم دوسروں سے ملتمس ہیں کہ ہمیں بچاؤ۔ یہ طرزِ حکمرانی کسی بھی طرح عوام کی منتخب حکومت کے شایانِ شان نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت حالات نہایت مشکل ہو چکے ہیں لیکن اس میں بھی قطعاً کوئی شک نہیں کہ حالات کو اس سطح پر لانے میں ہماری اقتدار کو بھوکی کمزور سیاسی، غیر سیاسی قیادتوں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اقتدار میں آنے کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ اپنی ہوسِ اقتدار میں لیلائے وطن کے سر کی رداء غیروں سے کھنچوائی جائے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حکمران طبقہ اس حقیقت کا اِدراک کرتے ہوئے قومی اور عوامی امنگوں کے مطابق داخلی و خارجی حکمت عملی اختیار کریں اور ملکی عزت و وقار کا خیال رکھیں۔

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے — اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے

منقبت: شانِ سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل

از قلم: امینِ علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

محمد رسول خدا ﷺ دے اَمر تھیں اِمامت کرائی اے صدیق اکبر ؓ
صحابہ ؓ تے مُشکل گشا سارے پچھے عجب شان پائی اے صدیق اکبر ؓ

جیہدا ذکر آیا اے دسویں سپارے جنہیں غار وچ کیتے رَج رَج نظارے
پئے ڈنگ تے ڈنگ سپ نے سی مارے نظر نہ ہٹائی اے صدیق اکبر ؓ

جنہوں نال رکھیا نبی مصطفیٰ ﷺ نے بشارت بہشتاں دی دتی خدا ؓ نے
جیہدی بیعت کیتی علی مرتضیٰ ؓ نے تے یاری نبھائی اے صدیق اکبر ؓ

ابوبکر ساتھی نبی ﷺ دے سفر دا اُحد دا تے خندق حنین و بدر دا
محمد ﷺ دا ساتھی قبر تے حشر دا نہ جھلّی جُدائی اے صدیق اکبر ؓ

جدوں جام صدیق ؓ اُلفت دا پیتا عطا علمِ ارحام اللہ ؓ نے کیتا
سی فرما دِتا لڑکی ہووے گی پیدا کرامت وِکھائی اے صدیق اکبر ؓ

ہے صدیق یوسف صداقت دا تارا تے قصرِ خلافت دا روشن منارا
نبی ﷺ دا دُلارا خُدا دا پیارا مجسّم صفائی اے صدیق اکبر ؓ

جل جلالہ۔ ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ذکر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ: جمادی الآخر کی ۲۲ تاریخ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ کے وصال کی تاریخ ہے۔ مسلمانانِ عالم کو جمادی الثانی کے مہینہ میں خصوصی طور پر ۲۲ تاریخ کو محافل ذکر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ سجانی چاہییں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ کی نبی آخر الزماں ﷺ سے محبت، قربانی اور خدمتِ اسلام کا چرچا کریں اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ سے اپنی عقیدت اور محبت کا بابانگ دل اظہار اور اعلان کریں۔

منجانب: خادم دین اسلام **منیر احمد یوسفی** (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءً ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ط وَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (البقرہ:۲۶۰) ''اور جب عرض کی ابراہیم (علیہ السلام) نے 'اے رب میرے مجھے دکھادے تو کیونکر مردے زندہ فرمائے گا۔ فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کی 'یقین کیوں نہیں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دِل کو قرار آجائے' فرمایا: تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلالے پھر اُن کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر اُنہیں بلا' وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) غالب حکمت والا ہے''۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے سوال کرنے کی وجہ اوّل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ مَرَّ بِرَجُلٍ مَّیِّتٍ زَعَمُوْا اَنَّہٗ حَبَشِیٌّ عَلٰی سَاحِلِ الْبَحْرِ[۱] ''(حضرت سیّدنا) ابراہیم (علیہ السلام) ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو حبشی تھا اور ساحل سمندر پر مردہ پڑا ہوا تھا''۔ آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ پانی جب اُس کے اوپر آتا تو پانی کے جانور اُس کا گوشت نوچ کر کھاتے ہیں اور جب پانی اُترتا تو پرندے اُس کا گوشت کھاتے ہیں' اِس منظر کو دیکھ کر (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) سوال کیا کہ اے میرے رب تو مردے کیسے زندہ فرمائے گا؟

وجہ ثانی:

قَالَ نَمْرُوْدُ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ وَقَتَلَ اَحَدَ الرَّجُلَیْنِ وَاَطْلَقَ الْاٰخَرَ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ اِنَّ اللّٰہَ یُحْیِی بَعْدَ مَا یُمِیْتُ فَقَالَ لَہٗ نَمْرُوْدُ وَاَنْتَ عَایَنْتَہٗ فَلَمْ یَقْدِرْ اَنْ یَّقُوْلَ نَعَمْ فَحِیْنَئِذٍ سَاَلَ رَبَّہٗ اَنْ یُّرِیَہٗ اَحْیَآءَ الْمَوْتٰی حَتّٰی اِذَا قِیْلَ لَہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ اَنْتَ عَایَنْتَہٗ یَقُوْلُ نَعَمْ[۲] ''نمرود نے دو آدمیوں کو بلایا ایک کو قتل کر دیا ایک کو آزاد کر دیا اور بولا اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تو مرنے کے بعد زندہ فرمائے گا۔ نمرود نے کہا' کیا تو نے خدا کو ایسا کرتے دیکھا؟ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ہاں نہ کہہ سکے اور اُس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کیا تا کہ نمرود کو اُس کی بات کا جواب ہاں میں دے سکیں''۔

وجہ سوم:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَمَّا اتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا جَآءَ مَلَکُ الْمَوْتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ لِیُبَشِّرَہٗ فَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ مَا عَلَامَۃُ ذٰلِکَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُجِیْبُ دُعَآءَکَ وَیُحْیِ الْمَوْتٰی

[۱] مظہری جلد اص ۳۷۰' در منثور جلد ۲ جز ۳ ص ۳۲' تفسیر خازن جلد اص ۱۹۶' تفسیر ابن ابی حاتم الرازی جلد ۲ جز ۳ ص ۲۴۔ [۲] مظہری جلد اص ۳۷۰۔

بِسُوَالِکَ فَحِیْنَئِذٍ سَاَلَ اِبْرَاھِیْمُ ذَالِکَ ۳ ''اللہ (عزوجل) نے جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو بحکم خدا ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو بشارت دی۔ آپ نے پوچھا' اِس بات کی نشانی کیا ہے؟ فرشتے نے عرض کی' اللہ (تبارک وتعالیٰ) آپ کی دُعا قبول فرمائے گا اور آپ کی درخواست پر مردوں کو زندہ فرمائے گا اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سوال کیا۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے:۔ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ''فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں''؟

بِاَنِّیْ قَادِرٌ عَلَی الْاَحْیَآءِ بِاِعَادَۃِ التَّرْکِیْبِ بَعْدَ الْاِمَاتَۃِ وَاِنَّمَا قَالَ ذَالِکَ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّہٗ اَقْوَی النَّاسِ فِی الْاِیْمَانِ یُجِیْبُ بِمَا اَجَابَ فَیَعْلَمَ السَّامِعُوْنَ ۴ اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرماتا ہے: میں مار دینے کے بعد اجزاء کو جوڑنے کی قدرت رکھتا ہوں۔ اللہ اگرچہ جانتا تھا کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا ایمان سب سے پختہ ہے مگر پوچھا اِس وجہ سے کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے جواب کو دوسرے لوگ بھی سن لیں۔

قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ''عرض کیا' ہاں! اور لیکن اپنے دل کے اطمینان کیلئے'' تا کہ یَزِیْدُ بَصِیْرَتِیْ وَسُکُوْنُ قَلْبِیْ بِعَنْمِ الْعَیَانِ اِلَی الْوَحْیِ وَالْاِسْتِدَلَالِ اَوْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ اِنَّکَ اتَّخَذْتَنِیْ خَلِیْلٌ وَتُجِیْبُنِیْ اِذَا اَدْعُوْکَ ۵ ''زیادہ ہو جائے بصیرت اور سکونِ قلبی' وحی اور اِستدلالِ عقلی کے مشاہدہ کے ساتھ' میرا جی ٹھہر جائے گا اور اِس بات کا بھی پتا چل جائے گا کہ میں تیرا خلیل ہوں جب میں تجھے پکارتا ہوں تو تو مجھے جواب دیتا ہے''۔

یقین کی تعریف و اَقسام:

یقین اُس جازم تصدیق کو کہتے ہیں جس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو اور جزم واقع کے مطابق ہو۔

اِس کی تین قسمیں ہیں:۔ (۱) علم الیقین (۲) عین الیقین (۳) حق الیقین

(۱) علم الیقین:

کسی خبر کو سن کر یا دلائل میں غور وفکر کرنے سے جو علم حاصل ہو اُسے علم الیقین کہتے ہیں۔

(۲) عین الیقین:

کسی چیز کو دیکھ کر جو علم حاصل ہوتا ہے وہ عین الیقین ہوتا ہے۔

(۳) حق الیقین:

تجربہ سے جو یقین حاصل ہو اُسے حق الیقین کہتے ہیں۔ ہمارا نبوتِ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین' علم الیقین ہے جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبوت پر یقین' عین الیقین تھا اور آپ کا اپنی نبوت پر یقین' حق الیقین تھا۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّکِ مِنْ اِبْرَاھِیْمَ اِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ۶ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کے حق دار ہیں' جب اُنہوں نے رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی کہا' یہ حدیث شریف سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یقین

۳ مظہری جلد اص ۳۷۰۔ ۴ مظہری جلد اص ۳۷۰۔ ۵ مظہری جلد اص ۳۷۰۔

ساری کائنات سے زیادہ مضبوط تھا مگر پھر بھی تواضع کی۔ آپ کا توکل سب سے عظیم تھا اور صبر کرنے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا پھر بھی دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت بیان فرمائی اور اپنی بات کو تواضع کے ساتھ ملا دیا۔

حدیث شریف کی وضاحت:

حضرت امام ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ۷ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے نہ اپنے شک کی بات کی نہ ہی حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے شک کرنے کی۔ بلکہ حدیث شریف میں شک کی نفی موجود ہے اب معنی یہ ہوگا۔ کہ اگر مجھے شک نہیں تو حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو کیسے شک ہوسکتا ہے؟ سرکارِ کائنات ﷺ جو کائنات میں سب سے افضل ہیں ایسی تواضع فرمائی کہ اپنے آپ کو پیچھے اور حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو مقدم کردیا۔

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ ''تو چار پرندے لے لیں''۔ ''اِس عمل کے لئے پرندوں کا انتخاب کیوں کیا گیا؟''۔

اِنَّمَا خَصَّ الطَّيْرَ لِاَنَّهٗ اَقْرَبُ اِلَى الْاِنْسَانِ وَاَجْمَعُ الْخَوَاصِ الْحَيْوَانِ ۸ ''پرندے کو اِس لئے خاص کیا گیا کہ وہ اِنسان سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور حیوان کے وصف سے زیادہ جامع ہوتا ہے''۔

کون سے جانوروں کا انتخاب کیا گیا:

(۱) مرغ (۲) مور (۳) کوا (۴) کبوتر۔ ۹ بعض نے کبوتر کی بجائے گدھ لکھا ہے اور بعض نے مور کی بجائے بطخ۔

اِن ہی چار جانوروں کا اِنتخاب کیوں؟

حضرت علامہ عطاء خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے:- اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ خُذْ بَطَّةً خَضْرَآءَ وَغُرَابًا اَسْوَدَ وَحَمَامَةً بَيْضَآءَ وَدِيْكًا اَحْمَرَ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے کی (حضرت سیّدنا) ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کہ سبز بطخ' کالا کوا' سفید کبوتر اور سُرخ مرغ لیں''۔

قُلْتُ لَعَلَّهٗ اَمَرَ بِاَخْذِ اَرْبَعَةٍ مِّنَ الطَّيْرِ لِاَنَّ الْاِنْسَانَ وَكَذَا سَائِرُ الْحَيْوَانَاتِ مُرَكَّبٌ مِّنَ الْاَخْلَاطِ الْاَرْبَعَةِ الْمُتَوَلَّدَةِ مِّنَ الْعَنَاصِرِ الْاَرْبَعَةِ فَالدِّيْكُ اَحْمَرُ يُحْكٰى عَنِ الدَّمِ وَالْحَمَامَةُ الْبَيْضَآءُ عَنِ الْبَلْغَمِ وَالْغُرَابُ الْاَسْوَدُ عَنِ الْاَسْوَدِ وَالْبَطُّ الْخَضْرَآءُ عَنِ الصَّفْرَآءِ فَاَحْيَاءُ هَا بَعْدَ الْاِمَاةِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَحْيَآءِ اَجْزَآءِ الْاِنْسَانِ بَعْدَ الْاِمَاتَةِ ۱۰ ''میں (قاضی ثناء اللہ پانی پتی) یہ کہتا ہوں کہ چار پرندے لینے کا حکم اِس وجہ سے دیا کہ اِنسان اور دوسرے تمام حیوان چار اخلاط سے بنے ہیں۔ چار اخلاط چار عناصر سے پیدا ہوتے ہیں۔ سرخ کو خون سے تعبیر کیا گیا' سفید کبوتر بلغم اور سیاہ کو اسوداء کو بتا رہا ہے اور سبز بطخ صفراء کو۔ اِن جانوروں کو مرنے کے بعد زندہ کرنا اِس بات کی دلیل ہے کہ اِنسان کے اجزاء بھی مرنے کے بعد زندہ کئے جائیں گے کیونکہ (اِنسان بھی اِن چار اجزاء کو اپنے اَندر رکھتا ہے)۔

---

۶ فتح القدیر جلد۱ ص۳۵۶' روح المعانی جلد۲ ص۲۶' تفسیر طبری جلد۳ ص۵۱' تفسیر خازن جلد۱ ص۱۹۷' بخاری جلد۲ ص۶۵۱' مسند امام احمد بن حنبل جلد۲ ص۳۲۶' فتح الباری جلد۸ ص۲۵۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۷۰۵' مرقاۃ جلد۱۰ ص۳۷۵' ابن ماجہ حدیث نمبر۴۰۲۶' کنز العمال حدیث نمبر۳۲۲۹۱۔۳۵۵۷۰' درمنثور جلد۲ جز۳ ص۳۴۔ ۷ مظہری جلد۱ ص۳۷۱۔ ۸ روح المعانی جلد۱ جز۳ ص۳۱۶۔ ۹ روح البیان جلد۱ جز۳ ص۴۶۱' تفسیر کبیر جلد۲ ص۴۴' قرطبی جلد۲ جز۳ ص۱۹۵' البحر المحیط جلد۲ ص۳۱۰' تفسیر ابن ابی حاتم جلد۲ ص۲۷' تفسیر خازن جلد۱ ص۱۹۸' تفسیر ابی سعود جلد۱ ص۳۰۵' تفسیر طبری جلد۳ ص۵۳' روح المعانی جلد۲ ص۲۸۔ ۱۰ مظہری جلد۱ ص۳۷۲۔

اِمام قشیری علیہ الرحمہ کا قول:

طَلَبَ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهِ حَيَاةٍ قَلْبُهُ فَاُشِيْرَ اِلَيْهِ بِذَبْحِ الطُّيُوْرِ وَفِي الطُّيُوْرِ الْاَرْبَعَةُ مَعَانٍ هِيَ فِي النَّفْسِ فِي الطَّاؤُوْسِ زِيْنَةٌ وَفِي الْغُرَابِ اَمَلٌ وَفِي اِلَيْكَ شَهْوَةٌ وَالْبَطُّ حِرْصٌ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَلَى اَنَّهُ مَالَمْ يَذْبَحْ نَفْسَهُ بِالْمُجَاهَدَةِ لَمْ يُحْيِي قَلْبُهُ بِالْمُشَاهَدَةِ [11] ''جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دِل کا زندہ ہونا طلب کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پرندوں کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ چار پرندوں کے چار معانی ہیں اور یہ چار باتیں نفس کشی کی ہیں۔ (۱) مور کی زینت' (۲) کوے کی آواز' (۳) مرغ کی شہوت' (۴) بطخ میں حرص۔ پس یہ اشارہ تھا اِس بات کی طرف کہ جب تک نفس کو مجاہدہ سے ذبح نہیں کیا جائے گا دِل زندہ نہیں ہوگا اور نہ ہی مشاہدہ حق حاصل ہوگا''۔

چار چیزیں ہیں:

حرص' بخل' شہوت اور غضب اِنسان کے اندر جب طاقتور ہو جاتی ہیں تو جو ہر روحانی پر نہ صرف یہ کہ غلبہ پالیتی ہیں بلکہ اِنسان کے روحانی مقام کو بالکل بیکار ہی کر دیتی ہیں اور جو ہر روحانی کو اپنے اصل مقام کی طرف رُجوع نہیں کرنے دیتیں جس کی وجہ سے روح اِنسانی اپنے اصل مقام کو بھول کر مادہ پرستی کی طرف چلتی جاتی ہے۔ جب اِن صفات مذمومہ کا جوش مٹا دیا جائے' اِن کی طاقت کو نیست و نابود کر دیا جائے' اِن کے شعلے بجھا دیئے جائیں اور اِن کے اَثرات کو بعطاعت شرع ختم کر دیا جائے تو پھر جو ہر روحانی ترقی پائے گا۔ ظلمات، نور سے بدل جائیں گے اور روحانی اَخلاق پیدا ہوگا جو کہ حقیقی زندگی کے مترادف ہوگا۔

فَصُرْهُنَّ کا معنیٰ:

(۱) ابن عباس کا قول [12] فَصُرْهُنَّ (قَطِّعْهُنَّ) ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔

(۲) ابن عباس کا قول [13] فَصُرْهُنَّ هِيَ بِالنَّبْطِيَّةِ شَقِّقْهُنَّ (نبطی زبان میں چیرنا پھاڑنا)

(۳) حضرت قتادہ کا قول [14] هٰذه الكلمة بِالْحَبَشِيَّةِ قَطِّعْهُنَّ وَاخْلُطْ دِمَآءَ هُنَّ وَرِيْشَهُنَّ حبشی زبان کا کلمہ ہے معنی ہے اِس کو ریزہ ریزہ کر کے اور اِن کے خون اور بال ملا دیئے۔

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول [15] اَوْثِقْهُنَّ ذَبِّحْهُنَّ ''اِن کو باندھو اور ذبح کرو''۔

(۵) حضرت عطا علیہ لرحمہ کا قول [16] فَصُرْهُنَّ اُضْمُمْهُنَّ ''ایک دوسرے کے ساتھ ملا دو''۔

ثُمَّ ادْعُهُنَّ ''پھر اُن کو پکارو''۔ قُلْ لَّهُمْ تَعَالَيْنَ بِاِذْنِ اللّٰهِ [17] يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ''دوڑے ہوئے چلے آئیں گے''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بحکم خدا اُن کو ذبح کیا اُن کی کھال اُتار دی اور سر تن سے جدا کر کے اُن کے گوشت کو آپس میں ملا دیا اور پھر اُس تمام گوشت کے چار حصے کر کے چار پہاڑوں پر رکھ دیئے پھر بحکم الٰہی اُن کو پکارا۔

سَاعِيَاتٍ سُرْعَاتٍ طَيْرَانًا اَوْمَشْيًا فَدَعَاهُنَّ فَجَعَلَ كُلُّ قَطْرَةٍ مِّنْ دَمِ طَآئِرٍ يَّصِيْرُ اِلَى قَطْرَةٍ اُخْرٰى وَكُلُّ رِيْشَةٍ يَّصِيْرُ اِلَى الرِّيْشَةِ الْاُخْرٰى وَكُلُّ عَظْمٍ وَّبِضْعَةٍ اِلَى الْاُخْرٰى وَاِبْرَاهِيْمُ يَنْظُرُ حَتّٰى

---

[11] تفسیر روح البیان جلد ا جز ۳ ص ۴۱۶۔ [12] دُرِّ منثور جلد ۲ جز ۳ ص ۳۵۔ [13] دُرِّ منثور جلد ۲ جز ۳ ص ۳۵۔ [14] دُرِّ منثور جلد ۲ جز ۳ ص ۳۵۔ [15] دُرِّ منثور جلد ۲ جز ۳ ص ۳۵۔
[16] دُرِّ منثور جلد ۲ جز ۳ ص ۳۵۔ [17] مظہری جلد ا ص ۳۷۳۔

تَمَّتْ كُلُّ جُثَّةٍ بِغَيْرِ رَأْسٍ ثُمَّ اَقْبَلْنَ اِلٰى رُؤُسِهِنَّ فَصُرْنَ كَمَا كُنَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۱۸ جلد جلد اُڑتے ہوئے یا تیز تیز چلتے دوڑتے آئے جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اُن کو پکارا تو ہر پرندے کے خون کا قطرہ دوسرے قطرے سے ہر پَر دوسرے پَر سے ہر ہڈی اور ٹکڑا دوسری ہڈی اور ٹکڑے سے ملنے لگا۔ پھر آپ کے سامنے ہر جسم بغیر سر کے پورا ہو گیا پھر اپنے سروں کی طرف آئے (جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھے) اور سروں سے جڑ کو بحکم الٰہی زندہ ہو گئے۔

یہاں یہ مسئلہ جان لیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِنسانی کان سنتے ہیں اگر انسانی کان سنتے ہیں تو کان سر کے ساتھ لگے ہوتے ہیں جب اِن چار پرندوں کے سر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھے اور جسم پہاڑوں پر موجود تھے پھر اُن کے وجود نے کیسے سنا؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ کان سبب ہیں مگر سنتی روح ہے کیونکہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جبل ابو قبیس پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر کا حج کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس آواز کو عالم ارواح میں روحوں کو سنایا جس نے لبیک کہا وہ آج حج کرنے جاتا ہے اور یہ دلیل ہے کہ روح سنتی ہے۔

اُن جانوروں کے کان جسم کے ساتھ نہیں تھے مگر اُن کی روح نے حکم خدا بزبان سیدنا ابراہیم علیہ السلام سنا تو زندہ ہو کر چلے آئے۔

اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) غالب ہے''۔ لَا يُعْجِزُهٗ شَيْءٌ عَمَّا يُرِيْدُ ۱۹ ''کوئی شے اُس کو اُس کے ارادے سے نہیں روک سکتی''۔ حَكِيْمٌ ○ ''حکمت والا''۔

قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ كَفٰى لَكَ شَاهِدًا عَلٰى فَضْلِ اِبْرَاهِيْمَ وَلُيُمْنِ الضَّرَاعَةُ فِي الدُّعَآءِ وَحُسْنُ الْاَدَبِ فِي السُّؤَالِ اَنَّهٗ تَعَالٰى اَرَاهُ اَرَادَ فِي الْحَالِ عَلَى الْيُسْرِ الْوُجُوْهِ وَاَرٰى عُزَيْرًا بَعْدَ مَا اَمَاتَهٗ مِائَةَ عَامٍ ۲۰ حضرت علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت ہے حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام پر عاجزانہ سوال اور حسن اَدب کی وجہ سے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اُسی وقت مردے کو زندہ کرنے کا مرحلہ دکھا دیا اور حضرت عزیر علیہ السلام کو سو سال فوت رکھنے کے بعد دکھایا۔

---

۱۸ مظہری جلد اص ۳۷۳۔ ۱۹ مظہری جلد اص ۳۷۳۔ ۲۰ مظہری جلد اص ۳۷۳۔

جامعہ یوسفیہ برائے طلباء و طالبات

داخلہ جاری

ناظرہ، حفظ | ترجمۃ القرآن | تفسیر قرآن

الشہادۃ الثانویہ خاصہ | الشہادۃ العالیہ | الشہادۃ العالمیہ

کی کلاسز کے لئے تمام برانچوں میں داخلہ جاری ہے

نئی کلاسز کا آغاز ماہِ جولائی 2011 سے ہو رہا ہے۔ بیرونی طلباء اور طالبات کے لئے ہوسٹل میں رہائش کا معقول انتظام ہے

خواہشمند طلبا و طالبات دفتر سے رابطہ کریں

زیر اہتمام

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب

متصل جامع مسجد نگینہ: A-977 بلاک بی III گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور

042-36880011,36880028,0322-4730747

ناظم اعلیٰ

منیر احمد یوسفی (ایم اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

0300-4274936,

حدیث شریف

۲ اپریل ۲۰۱۱ء کو ریڈیو پاکستان اسلام آباد سے انٹرنیٹ پر نشر ہوئی

ازقلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَآئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ [1]

''حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ایک عبادت گزار پر عالم کی فضیلت ایسے ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنیٰ مسلمان پر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادِ مبارک فرمایا: بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی مخلوق یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی پانی میں لوگوں کو بھلائی سکھانے والے کے لئے رحمت کی دُعائیں کرتی ہیں''۔

شیخ المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اِس حدیث شریف کی تشریح میں لکھتے ہیں ''اندازہ کرنا چاہیے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس فرمانِ عظیم میں عالم کی کس قدر فضیلت اور شان کا اِظہار ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام اور مرسلین عظام علیہم السّلام سے اَفضل ہیں۔ پھر خصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اَفضل ہیں پھر اُمّت میں ایک ادنیٰ شخص پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کس قدر زیادہ ہوگی۔

ایک اور روایت جس کے راوی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ [2]

''عالم دین کی فضیلت عبادت گذار پر ایسے ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے''۔

سبحان اللہ! عالم دین کی کتنی زیادہ عظمت ہے۔ چودھویں کا چاند رات کے وقت خوب روشن ہوتا ہے اور تمام ستاروں پر اُس کی روشنی غالب ہوتی ہے اور اُس کے نور میں دیگر تمام ستارے چھپے ہوتے ہیں۔ ہم زمین پر یہ آسمانی منظر دیکھتے ہیں۔ اِسی طرح آسمان والے زمین کا جو منظر دیکھتے ہیں وہ یہ ہوتا ہے کہ عالم دین زمین پر چودھویں رات کے چاند کی طرح نورِ علم پھیلائے ہوتا ہے اور اُس علم کا نور تمام بے علم عابدوں کی چھپالیتا ہے۔ پس آسمان والے زمین پر عالم دین کو چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہیں اور بے علم عبادت گذاروں کو ستاروں کی طرح دیکھتے ہیں تو آسمان وزمین کا منظر ایک جیسا ہوتا ہے اور اِس زیر بحث حدیث شریف کے سوا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت اِمام حسن بصری اور حضرت اِمام ابوالعالیہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی جسے حضرت اِمام قرطبی علیہ الرحمہ نے سورہ نُور کی آیتِ مبارک اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط..... [3] کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا ہے مُزَیِّنَ السَّمٰوٰتِ بِالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُوْمِ وَمُزَیِّنَ الْاَرْضِ بِالْاَنْبِیَآءِ وَالْعُلَمَآءِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ [4]

یعنی ''اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم آسمانوں کو سورج، چاند اور ستاروں کے نور سے روشنی اور زینت بخشنے والا ہے اور زمین کو انبیاء کرام علیہم السّلام، علماء کرام اور جملہ مومنین کے نور سے روشنی اور زینت عطا فرمانے والا ہے''۔ اِس سے واضح ہوا کہ

[1] ترمذی حدیث نمبر ۲۶۸۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۱۳، مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۳۰، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۰۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۲۸، درمنثور جلد ۵ ص ۲۵۱، قرطبی جلد ۴ جز ۸ حدیث نمبر ۲۹۶۔ [2] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۱۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۴۱، مسند احمد جلد ۵ ص ۱۹۶، ابن حبان حدیث نمبر ۸۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۷۴۶، ترمذی حدیث نمبر ۲۶۸۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۳۔ [3] النور: ۳۵۔ [4] الجامع الاحکام القرآن جلد ۶ جز ۱۲ ص ۲۵۷۔

آسمان و زمین کا منظر ایک جیسا ہے اوپر سورج چاند اور ستارے چمکتے ہیں اور زمین پر اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عالم دین اور عبادت گذار مومنین چمک رہے ہیں۔

علمائے کرام کی شان میں حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشادِ مبارک بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ ؎۵ ''بے شک علمائے کرام اَنبیائے کرام علیہم السّلام کے وارث ہیں''۔ جماعت علمائے کرام کیسی خوش نصیب جماعت ہے جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السّلام کی میراث پائی ہے اِس سے زیادہ اور کیا فضیلت اور شرف چاہیے کہ یہ علمائے ربانیین رحمہم اللہ تعالیٰ' انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث اور جانشین ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وَاِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ؎۶ ''بے شک انبیاء کرام علیہم السلام نے کسی کو درہم و دینار (مال ودولت) کا وارث نہیں بنایا بلکہ اُنہوں نے تو اپنی وراثت' علم ہی چھوڑا ہے تو جس نے اُن کے علم کو حاصل کر لیا اُس نے دین اور سعادت کا وافر حصہ پا لیا''۔

اَنبیاء کرام علیہم السّلام کو دینی اور شرعی اَحکام کا علم ہے۔ معرفتِ حق اور اُس کے اسرار کا علم ہے سو جس نے یہ علم حاصل کیا اُس نے سعادت وعظمت اور فضیلت کو ضرور پا لیا ہے اور جو اِس علم سے دُور رہا وہ سعادت مندی سے دُور رہا۔

علم کسی چیز کو کما حقہ جاننا پہچاننا اور حقیقت کا اِدراک کرنا ہے' یقین حاصل کرنا' محکم طور پر معلوم کرنا ہے۔ علم کا درجہ معرفت اور شعور سے زیادہ بلند ہے۔ علم اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی شان ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ' عالم حقیقی اور علیم حقیقی ہے۔

علم نورِ الٰہی ہے اگر کسی اِنسان سے حاصل ہوتا ہے تو کسبی علم کہلاتا ہے اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم سے حاصل ہوتا ہے تو علم لدنی کہلاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ ؎۷ ''علم سیکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد مبارک فرمایا: فَقِیْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ ؎۸ ہزار عابدوں کے مقابلے میں ایک فقیہہ شیطان پر غالب اور بھاری ہے۔ فقیہہ سے مراد وہ عالم ہے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا خصوصی فضل وکرم ہو۔ فقیہہ اِس لئے فرمایا کہ اُس کو دین کی صحیح سمجھ ہوتی ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا ہے' مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْهِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِیْقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ' ''جو تلاشِ علم کرتے ہوئے کوئی راستہ طے کرے تو اللہ (ربُّ العالمین) اُسے بہشت کی راہوں میں سے کوئی راہ چلائے گا''۔ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ یَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِیْ جَوْفِ

؎۵ مسند احمد جلد۵ ص۱۹۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر۲۱۲' کنز العمال حدیث نمبر۲۸۷۳۶' مرقاۃ جلد۱ ص۴۲۶۔ ؎۶ ایضاً۔ ؎۷ مشکوٰۃ ص۳۴' حدیث نمبر۲۷۸' دارمی جلد۱ ص۷۳' دار قطنی جلد۴ ص۸۲' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۶ ص۲۰۹' مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر۳۳۲' قرطبی جلد۳ جزء۵ حدیث نمبر۵۶' کنز العمال حدیث نمبر۲۸۸۶۲۔۲۸۸۶۳۔ ؎۸ ترمذی حدیث نمبر۲۶۸۱' ابن ماجہ حدیث نمبر۲۲۲' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۱ ص۷۸' کنز العمال جلد۱۰ ص۱۴۰' حدیث نمبر۲۸۷۰۹' مشکوٰۃ ص۳۴' الترغیب والترہیب جلد۱ ص۱۰۲۔

الْمَآءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ ۹ ''اور بے شک فرشتے طالبِ علم کی رضا کے لئے پر بچھاتے ہیں۔ یقیناً عالم کے لئے آسمانوں اور زمین کی مخلوق اور پانی میں مچھلیاں دُعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں شب میں چاند کی فضیلت سارے تاروں پر ہے''۔ یہ فضیلت اور درجہ شان اس لئے ہے کہ عابد اپنے لئے اور علماء لوگوں کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

علمائے ربّانی کی فضیلت اور عظمت بیان کرنے کے ساتھ' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن علماء سے ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا جن کا مقصدِ حصولِ علم رضائے الٰہی نہیں ہوتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَآءَ اَوْ لِيُجَارِيَ بِهِ السُّفَهَآءَ اَوْ يُصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ النَّارَ ۱۰ ''جو اِس لئے علم حاصل کرے تاکہ علماء کا مقابلہ کرے یا جہلا سے جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرے اُسے اللہ (جل جلالہ) دوزخ کی آگ میں داخل فرمائے گا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضاً مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِيْ رِيْحَهَا ۱۱ ''جو کوئی وہ علم' جس سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رضا ڈھونڈی جاتی ہے' صرف اِس لئے حاصل کرے کہ اِس سے دُنیاوی سامان حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ پائے گا''۔

علم دین رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے سیکھنا چاہئے اُسے صرف دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ دنیوی عزّت وجاہ کی غرض رکھنا وقارِ علم نہیں۔ علم دین سے دُنیا حاصل کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ دُنیا اصل مقصود ہو اور علم محض اِس کا وسیلہ' یہ سخت بُرا ارادہ اور عمل ہے۔ یہاں حدیث شریف سے یہی مراد ہے دوسرے یہ کہ علم دین سے دین ہی مقصود ہو اور تبعاً دُنیا بھی حاصل ہو جائے جس سے فراغت کے ساتھ خدمتِ دین ہو سکے تو یہ ممنوع نہیں کیونکہ اَب دین ہی مقصود ہے اور دُنیا اُس کا وسیلہ۔ اَیسے ہی جہاد کا حکم اگر فقط مالِ غنیمت حاصل کرنا ہو تو بُرا ہے اگر دین کی حفاظت' دین کی تبلیغ اور دین کا غلبہ مقصود ہو تو غنیمت اور ملک اُس کا وسیلہ بنا تو بُرا نہیں۔

زیرِ بحث حدیث شریف میں علمائے کرام کی فضیلت بیان کی گئی ہے جن کے لئے فرشتے اور آسمانوں اور زمین کی مخلوق یہاں تک کہ چیونٹیاں بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں رحمت کی دُعائیں کرتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ علیم وخبیر ہمیں اَیسا عالم بننے کی توفیق عطا فرمائے اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اُس اِرشادِ عظیم کا مصداق بننے کی توفیق عطا فرمائے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں کہ نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئاً فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ سَامِعٍ ۱۲ کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں اللہ عزّوجلّ اُسے ہرا بھرا رکھے جو ہم سے کچھ سنے پھر جیسا سنے ویسا ہی پہنچا دے کیونکہ بہت سے پہنچانے والے سننے والے سے زیادہ سمجھ دار ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نصیب فرمائے۔ آمین!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

---

۹ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۱۲' مسند احمد جلد ۵ ص ۱۹۶' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۸۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۴۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۳' مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۲۶۔ ۱۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۲۵' مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۳۸' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۵۴۔ ۱۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۲۷' مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۳۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۳۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۶۳' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۵۲۔ ۱۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۳۰' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۵۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۳۲' مسند احمد جلد ۱ ص ۴۳۷' مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۴۳' الترغیب والترھیب جلد ۱ ص ۱۰۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۶۶۰۔

اے ایمان والو!

(قسط نمبر۴، حصہ دوم)

از: صاحبزادہ علامہ مولانا حافظ خلیل احمد یوسفی (صدر مدرس جامعہ یوسفیہ برائے طلباء)

اللہ (عزوجل) کی لعنت:

حضرت طاؤس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قُتِلَ فِی عِمِّيَّةٍ فِي رِمِّيٍّ يَكُونُ بَيْنَهُمْ بِالْحِجَارَةِ اَوْ جَلْدٍ بِالسِّيَاطِ اَوْضَرْبٍ بِعَصًا فَهُوَ خَطَاءٌ وَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَاءِ وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَمَنْ حَالَ دُوْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبُهُ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ [۱] ”جو بلوے میں قتل کیا گیا اُن کے درمیان سنگ باری تھی یا چابک مارنے سے یا لاٹھی مارنے سے، تو یہ قتل خطاء کے حکم میں ہے۔ اِس کی دیت قتل خطاء کی دیت ہے اور جو جان بوجھ کر قتل کیا گیا تو وہ قتل موجبِ قصاص ہے اور جو اِس کے آگے حائل ہوا تو اِس پر اللہ (عزوجل) کی لعنت اور ناراضگی ہے اور اِس کا فرض اور نفل قبول نہیں ہوگا“۔

قاتل اور اُس کے ساتھی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا اَمْسَکَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَقَتَلَهُ الْاٰخَرُ يُقْتَلُ الَّذِیْ قَتَلَ وَيُحْبَسُ الَّذِیْ اَمْسَکَ [۲] ”جب ایک شخص دوسرے شخص کو پکڑے اور ایک آدمی دوسرے آدمی کو قتل کردے تو قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا“۔

جان و مال کے بچاؤ کی صورت میں دیت کیا ہوگی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:۔ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَخْذَ مَالِيْ فَقَالَ فَلَا تُعْطِهٖ مَالَکَ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَاتَلَنِيْ قَالَ فَاَنْتَ شَهِيْدٌ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ [۳] ”ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اگر کوئی شخص آئے جو میرا مال لینا چاہتا ہو تو (آپ ﷺ) نے فرمایا: تم اُسے اپنا مال نہ دو، عرض کیا اگر وہ مجھے قتل کرنا چاہے تو (آپ ﷺ) فرمایا: تم اُسے قتل کرو، عرض کیا اگر وہ مجھے قتل کردے تو (آپ ﷺ) فرمایا: تم شہید ہو، عرض کیا اگر میں اُسے قتل کردوں؟ تو (آپ ﷺ نے) فرمایا: وہ آگ میں ہے“۔

اپنے آپ کو بچاتے ہوئے قتل ہونے والا:

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: مَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ [۴] ”جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا، وہ شہید ہے، جو اپنے خون کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا، وہ بھی شہید ہے، جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا، وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا، وہ بھی شہید ہے“۔

بدلے کے بعد زیادتی کرنے والا:

حضرت شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے

---

[۱] مشکوٰۃ ص۳۰۲، مرقاۃ جلد۷ ص۳۳ حدیث ۳۴۷۸، ابوداؤد حدیث نمبر۴۵۴۰، نسائی حدیث نمبر۴۷۸۹، ابن ماجہ حدیث نمبر۲۶۳۰ [۲] مشکوٰۃ ص۳۰۲، مرقاۃ جلد۷ ص۳۷ حدیث نمبر۳۴۸۵، سنن دار قطنی جلد۳ ص۱۴۰، کنز العمال حدیث نمبر۳۹۸۳۸۔ [۳] مشکوٰۃ ص۳۰۵، مرقاۃ جلد۷ ص۷۰ حدیث نمبر۳۵۱۳۔ [۴] مشکوٰۃ ص۳۰۶، مرقاۃ جلد۷ ص۸۲ حدیث نمبر۳۵۲۹، کنز العمال حدیث ۱۱۳۷، الترغیب والترہیب جلد۲ ص۳۳۹، ترمذی حدیث نمبر۱۴۱۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص۲۶۶ جلد۸ ص۱۸۷، مسند احمد جلد۱ ص۱۹۰، ابوداؤد حدیث نمبر۴۷۷۲، مسند احمد جلد۱ ص۷۹، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۳۰۵، جلد۲ ص۱۶۳، ۲۰۶، ۲۱۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱ ص۱۵۳ حدیث نمبر۳۵۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۶ ص۴۵۴، شرح السنہ جلد۵ ص۲۳۷، مجمع الزوائد جلد۶ ص۲۴۵، ۲۴۴۔

ہیں' حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا: یَقُوْلُ مَنْ اُصِیْبَ بِدَمٍ اَوْخَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجَرْحُ فَھُوَ بِالْخِیَارِ بَیْنَ اِحْدٰی ثَلٰثٍ فَاِنْ اَرَادَالرَّابِعَۃَ فَخُذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ بَیْنَ اَنْ یَّقْتَصَّ اَوْیَعْفُوَ اَوْ یَاْخُذَ الْعَقْلَ فَاِنْ اَخَذَ مِنْ ذَالِکَ شَیْئًا ثُمَّ عَدَابَعْدَ ذَالِکَ فَلَہُ النَّارُ خَالِدًا فِیْھَا مُخَلَّدًا اَبَدًا ۵ ''جس کا خون بہایا گیا یا خبل پہنچایا گیا' خبل کا معنی زخم ہے۔ اُسے تین چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہے اگر وہ چوتھے کام کا اِرادہ کرے تو اُس کے ہاتھ کو پکڑلو (۱) قصاص لے (۲) معاف کردے (۳) یا دیت لے لے۔ اگر اِن میں سے کچھ لینے کے بعد زیادتی کرے تو اُس کیلئے آگ ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ اُس میں رہے گا''۔

قتل کے بدلے قتل زخم کے بدلے زخم:

حضرت حسن بصری اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَتَلَ عَبْدَہٗ قَتَلْنَاہُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَہٗ جَدَعْنَاہُ ۶ ''جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اُسے قتل کردیں گے اور جس نے اُس کے اَعضاء کاٹے ہم اُس کے اَعضاء کاٹیں گے''۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَتَلَ مُتَعَمِّدًا دُفِعَ اِلٰی اَوْلِیَآءِ الْمَقْتُوْلِ فَاِنْ شَآءُ وْا قْتُلُوْا وَاِنْ شَآؤُ وْا اَخَذَالدِّیَۃَ ۷ ''جس نے جان بوجھ کر قتل کیا اُسے مقتول کے رشتہ داروں کے سپرد کیا جائے اگر وہ چاہیں تو قتل کریں اور اگر چاہیں تو دیت لے لیں''۔

قتل کے بدلے قتل:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَنَّ یَھُوْدِیًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِیَۃٍ بَیْنَ حَجَرَیْنِ فَقِیْلَ لَھَا مَنْ فَعَلَ بِکِ ھٰذَا اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حَتّٰی سُمِّیَ الْیَھُوْدِیُّ فَاَوْمَتْ بِرَأْسِھَا فَجِیْئَ بِالْیَھُوْدِیِّ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَبِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَرُضَّ رَأْسُہٗ بِالْحِجَارَۃِ ۸ ''ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا' کہا گیا کہ تیرے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا؟ کہا' فلاں نے کیا ہے یا فلاں نے' یہاں تک کہ اُس یہودی کا نام لیا گیا تو اُس نے سر سے اِشارہ کیا (یعنی ہاں کہا)۔ یہودی کو لایا گیا تو اُس نے اِقرار کرلیا' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے یہودی کے اِقرار کے سبب اُس کا سر کچلنے کا حکم دیا تو اُس کا سر پتھروں سے کچل دیا گیا''۔

باپ پر بیٹے کا قصاص نہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا یُقَامُ الْحُدُوْدُ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَا یُقَادُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدِ ۹ ''حدیں مسجدوں میں قائم نہ کی جائیں' باپ کو بیٹے کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے''۔

غیرت کے نام پر قتل:

بعض لوگ اپنی بیوی کو غیرت کے نام پر قتل کردیتے ہیں

۵ مشکوٰۃ ص ۳۰۱' مرقاۃ جلد ۷ ص ۳۲ حدیث نمبر ۳۴۷۷' ابوداؤد ۴۴۹۶' ابن ماجہ ۲۶۲۳۔ ۶ ترمذی حدیث نمبر ۱۴۱۴' مشکوٰۃ ص ۳۰۱' مرقاۃ جلد ۷ ص ۲۹ حدیث نمبر ۳۴۷۳' مسند احمد جلد ۵ ص ۱۰' ۱۱' ۱۸' ۱۹' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص ۳۶۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۱۹۷ حدیث نمبر ۶۸۰۸' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۳۹۱' کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۸۰۹' ۳۹۹۵۶۔ ۷ ترمذی حدیث نمبر ۱۳۸۷' مشکوٰۃ ص ۳۰۱' مرقاۃ جلد ۷ ص ۲۹ حدیث نمبر ۳۴۷۴' سنن دار قطنی جلد ۳ ص ۱۷۷۔ ۸ مشکوٰۃ ص ۳۰۰' مرقاۃ جلد ۷ ص ۱۶ حدیث نمبر ۳۴۵۴' بخاری حدیث نمبر ۶۸۸۴' مسلم حدیث نمبر ۱۶۷۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۵۲۷' ترمذی حدیث نمبر ۱۳۹۴' نسائی حدیث نمبر ۴۷۴۲' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۶۶۵' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۹۳۔ ۹ مشکوٰۃ ص ۳۰۱' مرقاۃ جلد ۷ ص ۲۶ حدیث نمبر ۳۴۷۰' ترمذی حدیث نمبر ۱۴۰۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۶۶۱' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۳۴' سنن دارمی جلد ۲ ص ۱۹۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۳۲۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۱ ص ۵ حدیث نمبر ۱۰۸۴۷' سنن دار قطنی جلد ۳ ص ۸۶' ۱۴۱' کنز العمال ۴۰۸۲۹' مصنف عبدالرزاق جلد ۱۰ ص ۲۲ حدیث نمبر ۱۸۲۳۴' ۱۰' ۱۷۔

اور کہتے ہیں کہ یہ کردار کے اعتبار سے اچھی عورت نہیں تھی۔ جب کسی شخص کو ایسا کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اُس شخص کو اپنی زندگی بچاتے ہوئے قرآنِ مجید اور سُنتِ مبارکہ سے راہنمائی لینی چاہیے نہ کہ عورت کو قتل کر کے خود اپنی ساری زندگی جیل میں برباد کر دے۔

قرآنِ مجید کیا کہتا ہے:

سورۃ النور آیت نمبر ۶ تا ۹:

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ وَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ شُھَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُھُمْ فَشَھَادَۃُ اَحَدِھِمْ اَرْبَعُ شَھٰدٰتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ۝ وَالْخَامِسَۃُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ۝ وَیَدْرَؤُا عَنْھَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْھَدَ اَرْبَعَ شَھٰدٰتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ۝ وَالْخَامِسَۃَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیْھَآ اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۝ ''اور جو لوگ اپنی عورتوں کو تہمت لگائیں اور اُن کے پاس اپنے بیان کے گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے' اللہ (عزوجل) کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ لعنت ہو اُس پر اللہ (عزوجل) کی اگر وہ جھوٹا ہو۔ اور عورت سے سزا یوں ٹلے کہ وہ اللہ (عزوجل) کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہ عورت پر اللہ (عزوجل) کا غضب اگر مرد سچا ہے''۔

اِس صورت میں نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اِس کو لعان کہتے ہیں۔

لعان کی شرائط:

(۱) مرد و عورت نکاح صحیح کے ساتھ ہوں' (۲) زوجیت قائم ہو (یعنی طلاق بائن نہ دے چکا ہو)' (۳) دونوں آزاد ہوں' (۴) دونوں عاقل ہوں' (۵) دونوں بالغ ہوں' (۶) دونوں مسلمان ہوں' (۷) دونوں ناطق ہوں (یعنی کوئی ایک گونگا نہ ہو)' (۸) پہلے کسی ایک پر حدِ قذف نہ لگی ہو' (۹) مرد نے اپنے اِس قول پر گواہ قائم نہ کیے ہوں' (۱۰) عورت زنا سے اِنکار کرتی ہو' (۱۱) تہمت صریح ہو یا غیر صریح ہو (غیر صریح کی مثال اُس کے ساتھ نکاح کے بعد جو اَولاد پیدا ہوئی اُس کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ میری نہیں)' (۱۲) دارالسلام میں تہمت لگائی گئی ہو' (۱۳) عورت قاضی کے پاس اُس کا مطالبہ کرے' (۱۴) شوہر تہمت لگانے کا اِقرار کرتا ہو۔

حدیث شریف:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مجھ سے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لعان کرنے والوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اِن میں تفریق کر دی جائے گی؟ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اِس کا جواب معلوم نہیں تھا میں مکہ مکرمہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گیا' میں نے اُن کے لڑکے سے کہا' میرے لئے اِجازت طلب کرو' اُس نے کہا' وہ اِس وقت سو رہے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے میری آواز سن لی اور کہا' کیا ابنِ جبیر رضی اللہ عنہ ہو؟ میں نے کہا' جی! اُنہوں نے کہا' اَندر آ جاؤ' بخدا تم کسی ضروری کام کے بغیر اِس وقت نہیں آتے' میں اَندر گیا تو دیکھا اُنہوں نے ایک کمبل بچھایا ہوا ہے اور تکیہ سے ٹیک لگائی ہوئی ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے' میں نے پوچھا' اے ابو عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ)! کیا لعان کرنے والوں میں تفریق کر دی جائے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا' سبحان اللہ! سب سے پہلے جس نے اِس کا سوال کیا' وہ فلاں بن فلاں تھا اُس نے کہا' یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ اَنْ لَّوْ وَجَدَ اَحَدُنَا امْرَاَتَہٗ عَلٰی فَاحِشَۃٍ کَیْفَ یَصْنَعُ اَنْ تَکَلَّمَ بِاَمْرٍ عَظِیْمٍ وَاِنْ سَکَتَ سَکَتَ عَلٰی مِثْلِ ذَالِکَ فَقَالَ سَکَتَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ یُجِبْہُ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذَالِکَ اَتَاہُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْ سَاَلْتُکَ عَنْہُ قَدِ ابْتُلِیْتُ بِہٖ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ھٰٓؤُلَآءِ الْاٰیَاتِ فِیْ سُوْرَۃِ النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ ضَلَاھُنَّ عَلَیْہِ وَعَظَہٗ وَذَکَّرَہٗ وَاَخْبَرَہٗ اَنَّ الْعَذَابَ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ قَالَ لَا

وَالَّذِیْ بعثک بالحق ماکذبتُ علیھا ثُمَّ دعاھا فوعظھا وذکرھا واخبرھا انَّ عذاب الدُّنیا اھونُ من عذاب الاٰخرۃ قالتْ لا والّذی بعثک بالحق انّہٗ لکاذبٌ فبدأ بالرَّجل فشھد اربع شھادات باللّٰہ انّہٗ لمن الصّادقین والخامسۃُ انَّ لعنۃ اللّٰہِ علیہ ان کان من الکاذبین ثُمَّ ثنّی بالمرأۃ فشھدت اربع شھادات باللّٰہ انّہٗ لمن الکاذبین والخامسۃ انَّ غضب اللّٰہ علیھآ ان کان من الصّادقین ثُمَّ فرّق بینھما ۱۰ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کو بے حیائی کا کام کرتے ہوئے دیکھ لے تو کیا کرے اگر کسی سے کہے تو بہت بڑی بات ہے اگر چپ رہے تب بھی بڑی بات ہے' چپ نہیں رہ سکتا۔ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے' اُس کا کوئی جواب نہ دیا۔ بعد میں وہی شخص حاضر ہوا اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جس چیز کا سوال کیا تھا وہ صورت حال مجھے خود پیش آگئی ہے۔ پھر اللہ (عزوجل) نے سورۃ النور میں یہ آیتِ مبارک نازل فرمائی' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیتِ مبارک اُس پر تلاوت فرمائی' اُس کو وعظ و نصیحت کی۔ پھر فرمایا: دُنیا کی سزا آخرت سے ہلکی ہے' اُس نے کہا! قسم اُس ذات کی جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حق دے کر بھیجا ہے! یہ مجھ پر جھوٹی تہمت لگا رہا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے اِبتداء کی' اُس نے چار مرتبہ گواہی دی کہ بخدا وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہا اگر وہ جھوٹا ہو تو اُس پر اللہ (عزوجل) کی لعنت۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس عورت کی طرف متوجہ ہوئے' اُس نے چار بار گواہی دی کہ یہ جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہا کہ اگر یہ سچا ہے تو اِس (عورت) پر اللہ (عزوجل) کی لعنت پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن دونوں کے درمیان تفریق کردی۔

کب مسلمان کا خون بہانا جائز ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یحلُّ دمُ امرِیئٍ مُّسلمٍ یشھدُ انْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وانّی رسولُ اللّٰہِ اِلَّا باحدٰی ثلٰثٍ النَّفسُ بالنَّفسِ والثَّیّبُ الزّانی والمارقُ لدینہٖ التَّارکُ للجماعۃ ۱۱ ''اللہ (عزوجل) کی واحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دینے والے مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں مگر تین وجہوں کے ساتھ:-

(۱) جان کے بدلے جان (یعنی جب مسلمان کسی کو ناحق قتل کردے)' (۲) شادی شدہ زانی' (۳) جماعت کو چھوڑنے والا دین سے باہر نکلنے والا۔

خودکشی کرنے والا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ تردّٰی من جبلٍ فقتل نفسہٗ فھو فی نارِ جھنّم یتردّٰی خالدًا مُّخلّدًا فیھا ابدًا وَّمن تحسّٰی سُمًّا فقتل نفسہٗ فسمّہٗ فی یدہٖ یتحسّاہُ فی نارِ جھنّم خالدًا مُّخلّدًا فیھا ابدًا وَّمن قتل نفسہٗ بحدیدۃٍ فحدیدتُہٗ فی یدہٖ یتوجّأُ بھا فی بطنہٖ فی نارِ جھنّم خالدًا مُّخلّدًا فیھا ابدًا ۱۲ ''جس نے پہاڑ سے چھلانگ لگا کر خودکشی کی وہ جہنم کی بلندی سے ہمیشہ ہمیشہ چھلانگیں لگاتا رہے گا اور جس نے زہر پی کر خودکشی کی تو زہر اُس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اُسے پیتا رہے گا اور جس نے لوہے کے ساتھ خودکشی کی تو اُس کا لوہا اُس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا''۔

۱۰ مسلم جلد۱ ص۴۸۹۔ ۱۱ مشکوٰۃ ص۲۹۹' مرقاۃ جلد۷ ص۳ حدیث نمبر۳۴۴۶' بخاری جلد۲ ص۱۰۱۶' مسلم جلد۲ ص۵۹' ابن ماجہ ص۱۸۵' نسائی جلد۲ ص۱۶۵' ابوداؤد جلد۲ ص۲۵۰' ترمذی جلد۱ ص۲۸۹' مسند احمد جلد۱ ص۳۸۲' الترغیب والترہیب جلد۳ ص۲۷۰' شرح السنۃ جلد۵ ص۳۷۳' فتح الباری جلد۱۲ ص۲۰۱' البدایۃ والنہایۃ جلد۷ ص۱۲۷۔
۱۲ مشکوٰۃ ص۲۹۹' مرقاۃ جلد۷ ص۱۱ حدیث نمبر۳۴۵۳' ترمذی حدیث نمبر۲۰۴۴' مسند احمد جلد۲ ص۴۸۸' ۲۵۴' سنن داری جلد۲ ص۱۹۲' السنن الکبرٰی للبیہقی جلد۸ ص۲۴۔

شانِ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(اِس ماہ کا خصوصی مضمون)

ترتیب: محمد عثمان علی یوسفی

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُمتِ مسلمہ کے عظیم محسن اور خیر خواہ ہیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ مبارک کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق عتیق اللہ من النار رضی اللہ عنہ کو حالات سنبھالنے کی بدرجۂ اتم توفیقِ عظیم عطا فرمائی تھی۔ آپ کا مختصر دورِ خلافت اندرونی اور بیرونی اِستحکام کی مہمات میں مصروف رہا اور یہ جو کچھ تھا سب خدمتِ دین اور اِسلامی مملکت کے اِستحکام کے لئے تھا۔

مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اِس حقیقت کو واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا کہ رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ شریعت ہیں۔ اُن پر وحی اُترتی تھی اُن کا ہر عمل اُسوہ اور اُن کا ہر قول واجب الاتباع ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بعد ازیں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس کی نسبت ابنِ سعد علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ ایسا خطبہ پھر کبھی کسی کی زبان سے سننے میں نہیں آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء اور دُرود و سلام کے بعد فرمایا:۔

''لوگو! میں تمہارا اَمیر بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ پس اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر بُرا کام کروں تو مجھ کو سیدھا کرو۔ سچائی ایک اَمانت ہے اور جھوٹ ایک خیانت ہے۔ تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ چنانچہ میں اُس کا شکوہ دُور کر دوں گا۔ اِنشاءَ اللہ۔ تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے۔ چنانچہ میں اُس سے حق لوں گا۔ اِنشاءَ اللہ۔ جب کوئی قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر ذلت مسلط فرما دیتا ہے اور جس قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سب پر مصیبت نازل فرماتا ہے۔ میں جب تک اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی اِطاعت کروں تو میری اِطاعت کرو اور جب میں اللہ جل سلطانہ اور اُس کے رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کروں تو میری اِطاعت تم پر فرض نہیں۔ اپنی نماز کے لئے تیار ہو جاؤ اور ربُّ العزّت تم پر رحم فرمائے''۔ [۱]

اِس خطبہ میں دینی بنیادی حقائق کو بیان فرمایا۔ نبی اور غیر نبی کا فرق واضح فرمایا کہ نبی معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) اُمتی سے غلطی ہو سکتی ہے۔ نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (النسآء:۶۴) ''اور ہم نے کوئی رسول (علیہ السلام) نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ (عزوجل) کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے''۔ اِس لئے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب میں اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کروں تو میری اِطاعت نہ کرنا۔ جبکہ اللہ (جل جلالہ) کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے کبھی کسی سے نہیں فرمایا تھا کہ اگر میں اللہ (جل جلالہ) کی نافرمانی کروں تو میری اِطاعت نہ کرنا۔ اِس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی (علیہ السلام) نہ صرف یہ کہ خطاء بلکہ ارادۂ خطاء سے بھی پاک ہوتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں حضرت شعیب (علیہ السلام) کا قول اللہ ربُّ العزّت نے بیان فرمایا ہے۔ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ط اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ط وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ٥ (ھود:۸۸) ''اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات

---

۱ تاریخ ابن کثیر مترجم جلد ۶ ص ۱۳۷' البدایہ والنہایہ عربی جلد ۵ ص ۲۴۸۔

سے تمہیں منع کرتا ہوں' خود اُس کے خلاف کرنے لگوں میں تو جہاں تک ہے' سنوارنا چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ (عزوجل) ہی کی طرف سے ہے اور میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور اُسی کی طرف رُجوع کرتا ہوں''۔

اِس سے معلوم ہوا اَنبیاء (کرام علیہم السّلام) گناہ کا اِرادہ بھی نہیں کرتے کیونکہ گناہ کرانا یا تو نفسِ اَمّارہ کا کام ہے یا شیطان کا۔ اَنبیاء کرام علیہم السّلام کا نفسِ اَمّارہ نہیں ہوتا۔ اللہ ربُّ العزّت فرماتا ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ.... (یوسف:۵۳) ''بے شک نفس تو بُرائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر رب رحم فرمائے''۔

اَنبیاء کرام علیہم السّلام پر شیطان مسلط نہیں ہوتا' ربِّ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ.... (الحجر:۴۲) ''بے شک میرے بندوں پر تیرا قابو نہیں''۔ حضرت سیّدنا آدم (علیہ السلام) کے معاملے میں بھی ربِّ کائنات نے واضح فرمادیا۔ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ○ (طٰہٰ:۱۱۵) ''اور ہم نے اُس (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) کا عزم نہ پایا''۔ یہ سب کچھ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حکمت کے تحت تھا۔ اگرچہ حضرت آدم (علیہ السلام) نے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا.... کہہ کر بارگاہِ خداوندی میں اِظہارِ بندگی کردیا۔ بہرحال نبی اور غیر نبی میں یہ واضح فرق ہوتا ہے کہ اَنبیاء کرام علیہم السّلام معصوم ہوتے ہیں اور غیر نبی معصوم نہیں ہوتے۔ اگرچہ اللہ ربُّ العالمین اپنے مقبول بندوں کو گناہوں سے محفوظ فرمالیتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی شانِ اِنکساری تھی کہ باوجود گناہوں سے محفوظ ہونے کے بڑی عظمت کا اِظہار کیا کہ ''اگر میں اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کروں تو میری اِطاعت نہ کرنا''۔ دینی نقطۂ نظر سے یہ بڑی مضبوط اور اہم عقیدۂ اِسلامی کی بات تھی' جو آپ نے مسندِ خلافت پر بیٹھتے ہوئے فرمائی۔ کسی نے آپ کو خلیفۃ اللہ کہہ کر پکارا تو اُس کی بھی اِصلاح فرمادی کہ میں اللہ (جل جلالہ) کا نہیں بلکہ رسولِ کریم رؤف ورحیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خلیفہ ہوں۔

مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف آپ نے جو جہاد کیا' وہ اِس بات کی دلیل تھی کہ آپ فرائضِ اِسلامیہ میں سے کسی بھی فرض کو غیر ضروری نہیں سمجھتے تھے بلکہ فرض کی حیثیت سے سب فرائض کو برابر سمجھتے تھے۔ شریعتِ مطہرہ کے فرائض میں قطع و برید نہیں' جز کا اقرار کل کا اقرار ہے اور جز کا اِنکار کل کے اِنکار کے مترادف ہے۔

آیتِ قرآنیہ کی تشریح:

قرآنِ مجید میں ایک آیت پاک ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ ۚ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ؕ اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (المائدۃ:۱۰۵)

''اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو۔ تم سب کا رجوع' اللہ (جل جلالہ) کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتادے گا جو تم عمل کرتے ہو''۔

ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے خطبہ دیتے ہوئے محولہ بالا آیتِ مبارک پڑھی اور اِس کے بعد فرمایا: تم لوگ یہ آیتِ مبارک پڑھتے ہو اور اِس کی مراد صحیح نہیں سمجھتے۔ میں نے رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے کہ جب لوگ اپنے درمیان منکرات اور فواحش ہوتے دیکھیں اور اُن پر اپنی طرف سے ناراضگی کا اِظہار نہ کریں تو بعید نہیں کہ اُن کے گناہوں کی پاداش میں مرتکب اور غیر مرتکب دونوں ہی شامل کر لئے جائیں۔ [۲]

آپ کی اِس تشریح اور بروقت سمجھانے سے اِس غلط فہمی کا ازالہ ہوگیا' جو لوگوں کے دِلوں میں پیدا ہوسکتی تھی کہ جب معاملہ اپنی اپنی فکر ہی کرنے کا ہے' تو پھر اَب امر بالمعروف اور نہی عن

[۲] مسند احمد جلد ا ص ۹۔ ۵۔ ۲ طبری جز ۷ ص ۶۲' درمنثور جلد ۲ ص ۳۳۹' ابن ماجہ ص ۲۹۸' مشکوٰۃ ص ۴۳۷۔

المنکر اور تبلیغ دین اور دعوت الی الحق کی ضرورت ہی نہیں۔

تبلیغِ دین:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق ﷛ جو فوج یا دستہ کہیں بھیجتے تھے' اُس کو یہ تاکید ہوتی تھی کہ محض اَعلائے کلمۃ اللہ اور دین کی اشاعت اُن کا مشن ہونا چاہئے۔

جمعِ قرآن:

دینی خدمت کے سلسلے میں آپ کا سب سے اہم اور خاص بنیادی کام قرآنِ مجید فرقانِ حمید کو جمع فرمانا تھا۔ اِس کی تحریک یوں پیدا ہوئی۔ حضرت زید بن ثابت ﷛ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب جنگ یمامہ (جو مسیلمہ کذاب سے) ہوئی تھی اُس میں (ایک ہزار دو سو یا سات سو صحابہ کرام ﷡) شہید ہوئے تھے۔ (جن میں انتالیس کبار صحابہ ﷡ حفاظِ قرآنِ مجید تھے) تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق ﷛ نے مجھے بلوایا۔ میں گیا تو دیکھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب ﷛ بھی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق ﷛ نے فرمایا: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب ﷛ میرے پاس آئے اور فرمانے لگے' یمامہ کی لڑائی میں قرآنِ مجید کے بہت سے قراء حضرات اور حفاظ کرام شہید ہو گئے ہیں۔ میں ڈرتا ہوں اَیسا نہ ہو کہ اسی طرح لڑائیوں میں حفاظ کرام اور قراء حضرات شہید ہوتے جائیں (اور بہت سا) قرآنِ مجید (جو اِس وقت تک سینوں میں تھا) ہاتھ سے جاتا رہے۔ تو میں مناسب سمجھتا ہوں آپ قرآنِ مجید کو اکٹھا کرنے کا حکم دیجئے۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق ﷛ فرماتے ہیں) میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب ﷛ سے کہا۔ یہ بتلاؤ ''جو کام رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے نہیں کیا (یعنی قرآنِ مجید کو ایک مصحف میں جمع کرنا) وہ کام تم کیسے کر سکتے ہو؟ ۳ (گویہ کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا) لیکن خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے۔ (اِس میں بڑی مصلحت ہے)۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق ﷛ نے فرمایا: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب ﷛ برابر مجھے کہتے رہے' یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے میرا سینہ بھی کھول دیا۔ مجھ کو بھی یہ کام مناسب نظر آیا اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب ﷛ کی جو رائے تھی وہی رائے میری بھی قرار پائی۔

(حضرت) زید بن ثابت (﷛) فرماتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق ﷛ نے مجھے فرمایا: اِنَّکَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَانَتَّهِمُکَ وَقَدْ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْہُ ''تو ایک نوجوان عاقل آدمی ہے۔ اور ہمیں تیرا اِعتبار ہے اور تو رسولِ (کریم رؤف و رحیم ﷺ) کی طرف اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی وحی بھی لکھا کرتا تھا۔ قرآنِ مجید سے خوب واقف ہے۔ اِس لئے قرآنِ مجید مصحف کی صورت میں جمع کرو''۔ حضرت زید بن ثابت ﷛ فرماتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق ﷛ اگر مجھے کسی ایک پہاڑ کو اُس کی جگہ سے ہٹا دینے کا حکم فرماتے تو وہ اِس حکم سے زیادہ گراں نہ ہوتا۔ (فرماتے ہیں) میں نے بھی وہی اشکال پیش کیا جو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر

---

۳ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب ﷛ نے (جو اُمّتِ محمدیہ کے مُحدَّث ہیں جن پر اِلہام ہوتا تھا) جن کی رائے کے مطابق وحی اور قرآنِ مجید کا نزول ہوتا تھا۔ اور سرکارِ کائنات ﷺ کا فرمانِ مقدس ہے۔ جیسے حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے بیان کیا ہے کہ تم سے پہلی اُمتوں میں مُحدَّث ہوتے تھے۔ میری اُمت میں اگر کوئی مُحدَّث ہے تو وہ عمر (﷛) ہیں اور بنی اسرائیل میں تم سے پہلے لوگ تھے جن سے فرشتے کلام کرتے تھے لیکن وہ نبی نہ تھے۔ میری اُمت میں اگر اُن میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر فاروق (﷛) ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر:۹) ''بے شک ہم نے قرآنِ (مجید) اُتارا ہے اور بے شک ہم خود اِس کے نگہبان ہیں''۔ محافظِ حقیقی نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب ﷛ کے دِل میں اِلہام فرمایا کہ قرآنِ مجید کی حفاظت کے لئے یہ بھی ایک تدبیر ہے کہ اِس کو مصحف کی صورت یعنی کتاب کی صورت دے دی جائے۔ چنانچہ اِسی حکمت اور اِلہام خداوندی کے تحت کہا۔

صدیق رضی اللہ عنہ نے خود امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پیش کیا تھا کہ تم لوگ وہ کام کیونکر کرو گے جو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے نہیں کیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے اور حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ برابر مجھ سے یہی کہتے رہے۔'' یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جیسے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دِل میں بات ڈالی میرے دِل میں بھی بات ڈال دی۔ (میں بھی اُن کی رائے سے متفق ہوگیا) چنانچہ میں نے قرآنِ مجید کی تلاش شروع کردی۔ کہیں کھجور کی چھڑیوں پر' کہیں باریک پتلے پتھروں پر' کہیں ٹھیکروں پر' درخت کی چھالوں پر کھجور کے پتوں یا لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا۔ اُن سب کو بکمالِ احتیاط یکجا کر کے جمع کردیا۔ یہاں تک میں نے سورۂ توبہ کی آخری آیات مبارکہ صرف حضرت ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں پائیں۔ وہ آیاتِ مبارکہ یہ تھیں۔ لَقَدْ جَآءَ کُمْ سے وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ تک' وہ بھی اُن سے لے لیں۔ پھر یہ مصحف جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اُن کے پاس محفوظ رہا۔ آپ کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہا۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اُس کو منگوا کر اُس کی نقلیں کرا کے مملکتِ اسلامیہ کے تمام صوبوں میں بھیج دیں۔ جمع قرآن' خلافتِ صدیقی کا عظیم کارنامہ ہے۔ اگرچہ اس کے محرک خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔

ویسے حقیقی صورت حال یہ ہے کہ قرآنِ پاک کی عظیم آیاتِ مبارکہ اور پاک سورتوں کی ترتیب خود حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہرہ زمانہ حیات میں ہوچکی تھی اور آپ ﷺ کے اِرشادِ مبارک کے مطابق ہی ہوئی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے پورا قرآنِ مجید' رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے سامنے پڑھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں قرآنِ مجید کس نے جمع کیا تھا؟ اُنہوں نے کہا چار آدمیوں نے اور وہ اَنصار تھے اور وہ حضرت ابی بن کعب' حضرت معاذ بن جبل' حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوسعید بن عبید اوسی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ۴

دوسری روایت میں ابودرداء اور ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام بھی ہے۔ ۵

اِن روایات سے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خارج نہیں ہیں۔ جنہیں آپ ﷺ وحی کی کتابت کیلئے فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مراد یہی لی جاسکتی ہے کہ اَنصار میں بھی چار کاتب تھے۔ جبکہ غیر انصار دوسرے بھی تھے۔ اِس کے علاوہ روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سال میں ایک مرتبہ قرآنِ مجید حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سنایا کرتے تھے اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے' اُس سال آپ ﷺ نے دومرتبہ قرآنِ مجید سنایا۔ ۶

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں منتشر اور پراگندہ نہیں تھا۔ سورۂ مزمل میں فرمایا گیا ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ○ (مزمل:۴) ''اور قرآن پاک خوب ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل سے) تلاوت کریں''۔

سورتوں کی ترتیب:

سورتوں کے نام بھی رسولِ پاک ﷺ کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں متعین ہوگئے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر

۴ بخاری جلد ۲ ص ۷۴۸۔ ۵ بخاری جلد ۲ ص ۷۴۸۔ ۶ بخاری جلد ۲ ص ۷۴۸۔

فاروق رضی اللہ عنہ کے اِسلام لانے کے واقعہ میں مذکور ہے کہ جب وہ اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ اُن کے ہاتھ میں ایک صحیفہ ہے اور اُس میں سورۃ طٰہٰ لکھی ہوئی ہے۔ ؎

متعدد اَحادیثِ مبارکہ میں ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اور نماز کے علاوہ یوں بھی مکمل سورتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً البقرۃ' آلِ عمران' النسآء' الکافرون اور الاخلاص وغیرہ پھر متعدد اَحادیثِ مبارکہ میں بعض بعض سورتوں مثلاً سورۃ الفاتحہ' سورۃ الکہف' سورۃ الرحمٰن' سورۃ النور' سورۃ یٰسین' سورۃ الاخلاص کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

قرآنِ پاک کی کتابت رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں ہوتی رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کرتے تھے۔ لَا تَكْتُبُوا عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ ؎ ''قرآن مجید کے علاوہ مجھ سے تم کچھ اور نہ لکھو''۔

قرآنِ مجید میں مقدس آیات کی ترتیب' مقدس سورتوں کی ترتیب' ناموں کا تعین سب کچھ ظاہرہ زمانۂ حیات میں ہو چکا تھا۔ اَب دیکھنا یہ ہے جب سب کچھ پہلے ہی ہو چکا تھا تو پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جو جمع قرآن کا کارنامہ سرانجام پایا اُس کی حقیقت کیا ہے؟

اَصل بات یہ ہے کہ اگرچہ عہدِ نبوت میں نفسِ قرآنِ مجید مرتب تھا لیکن اِس کے اجزاء اکٹھے نہیں تھے۔ کسی کے پاس کوئی جز تھا اور کسی کے پاس کوئی اور' کسی کے پاس کوئی کامل مقدس سورت تھی اور کسی کے پاس مقدس آیات۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ نزولِ وحی کے وقت جو کاتبِ وحی رضی اللہ عنہ قریب ہوتے اُنہی کو قرآنِ پاک کی سورتیں یا آیاتِ مبارکہ لکھوادی جاتیں۔ غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ مبارک تک قرآنِ مجید ایک مصحف کی صورت میں موجود نہ تھا یعنی اِس کے اجزاء کتابی صورت میں یکجا نہ تھے۔

چنانچہ اِسی وجہ سے جنگ یمامہ میں حفاظ کرام اور قراء حضرات کی شہادت نے اندیشہ پیدا کر دیا تھا اور محافظِ حقیقی ربّ کائنات نے بذریعۂ الہام امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اِس اَمر سے باخبر کیا کہ قرآنِ مجید کو یکجا کیا جائے۔ چنانچہ خلافتِ صدیقی میں جو کام سرانجام دیا گیا وہ یہی تھا کہ سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک جس ترتیب سے سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ مجید حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا اور پڑھایا تھا۔ جس کا دَور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ہوتا تھا۔ جس کی تفصیل آپ اُوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں اُسی ترتیب سے ایک مصحف کی صورت میں یکجا کر دیا۔ آج جو ترتیب ہمارے پاس موجود ہے' یہ وہی ترتیب ہے جو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور اِس ترتیب کو خلیفۃ الرسول خلیفہ بلافصل امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے برقرار رکھ کر' اُمتِ مسلمہ کے لئے تحریکِ فاروقی پر سرانجام دیا اور یہ وہی ترتیب ہے' جو لوحِ محفوظ پر محفوظ ہے اور اِس کا حقیقی محافظ ربّ ذوالجلال والاکرام ہے۔ صدیوں کے بعد بھی قرآنِ مجید' اُسی صورت میں دُنیا میں موجود ہے جس صورت میں نازل ہوا تھا۔ قیامت تک لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے یہ ترتیب برقرار رہے گی۔ (اِنشاءَ اللہ تعالیٰ)

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جمع قرآن میں فرق:

اگرچہ جمع قرآن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کارنامہ ہے لیکن اِس سلسلہ میں زیادہ خدمات خلیفۂ ثالث امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بھی ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے جمع

؎ تاریخ الخلفاء عربی ص ۸۷' چھاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان' دلائل النبوۃ جلد اص ۸۰' کنز العمال حدیث نمبر ۳۵۷۴۲' واخرج ابن سعد وابویعلی والحاکم۔ ؎ مجمع الزوائد جلد اص ۱۵۱' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۹۔۱۲' دارمی جلد اص ۱۱۹' مستدرک حاکم جلد احدیث نمبر ۱۲۷' البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۱۳۲۔

قرآن پاک کی حقیقت یہ ہے کہ شام اور عراق کی فتح کے بعد جب اِسلامی مملکت کی حدود وسیع ہو گئیں تو مختلف مصاحف جو مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس موجود تھے وہ تمام مملکتِ اِسلامیہ میں پھیل گئے اور ہر شہر کے لوگوں نے اپنے اپنے مقامی حفّاظ کرام کی قرأت کے مطابق اُس کو پڑھنا شروع کر دیا۔

چنانچہ اہل عراق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نسخہٗ مصحف کے مطابق قرأت کرتے تھے۔ اہل شام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے نسخہٗ مصحف کے مطابق قرأت کرتے تھے۔ ۹

بعض علاقوں میں جیسے بصرہ کے لوگ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور دمشق کے لوگ حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے نسخہٗ مصحف کے مطابق قرأت کرتے تھے۔

یہ اِختلاف اگرچہ قرأت کا تھا' الفاظ اور عبارتوں کا نہ تھا لیکن قرأت کا یہ وسیع اِختلاف لفظوں کے اُلٹ پھیر تک بھی وسیع ہو سکتا تھا اور ضرورت تھی کہ اِس کی حد بندی کی جائے۔ اِس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے کی جانے والی کارروائی اُمتِ مسلمہ کے لئے باعث برکت تھی۔

چنانچہ ہوا یہ کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ اہلِ شام اور اہلِ عراق کو آرمینیہ اور آذر بائیجان کے ساتھ جنگ کرنے اور اُن کو فتح کرنے کے لئے لشکر تیار کر رہے تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو اہلِ شام اور اہلِ عراق کے قرآنِ مجید پڑھنے کے اِختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تو اُنہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا' اے امیر المؤمنین! اِس اُمت کو یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اِختلاف کرنے سے روکئے۔ چنانچہ خلیفہٗ ثالث امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کسی کو اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا کہ اُن کے پاس (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ) جو مصحف ہے' ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرات زید بن ثابت' عبداللہ بن زبیر' سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا (کہ اور مصحف تیار کریں) چنانچہ اُنہوں نے اُس کو مصاحف میں لکھ دیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے تین قریشیوں کو فرمایا کہ جب تم اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی کلمہ میں اِختلاف کرو تو اُس کو قریش کی لغت میں لکھو کہ قرآنِ مجید صرف قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔ اُنہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی۔ جب کئی نسخے لکھوائے گئے تو ایک ایک نسخہ ہر ایک صوبے میں روانہ کر دیا اور اصل نسخہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس کر دیا۔ ۱۰

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان کارنامے کی اہمیت اِس سے اور زیادہ کیا ہو سکتی ہے۔ یہی وہ جمع قرآنِ مجید ہے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشادِ مبارک ہے: وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور جس کی بشارت اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ○ (القیامۃ: ۱۷) ''بے شک اِس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے''۔

درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی سینہ مبارک میں قرآنِ کریم کو ترتیب وار جمع فرمایا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مظہرِ ذاتِ کبریا ہیں۔ اُن کا کام ربِّ ذوالجلال والاکرام کا کام ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے

(باقی صفحہ نمبر ۳۰ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

۹ فتح الباری جلد ۹ ص ۲۱' چھاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان' عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۸۔ ۱۰ بخاری جلد ۲ ص ۷۴۶' عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۷' فتح الباری جلد ۹ ص ۱۳۔

جہاد میں حیات ہے

(قسط نمبر ۷)

ازقلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

شوقِ جہاد وشہادت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے (غزوۂ) اُحد کے دن عرض کیا کہ (اِنْ قُتِلْتُ فَاَیْنَ اَنَا قَالَ فِی الْجَنَّةِ فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ فِیْ یَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ [۱] ''اگر میں قتل کردیا جاؤں (یعنی شہید کردیا جاؤں) تو کہاں ہوں گا؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں''۔ (سائل اُس وقت چھوہارے کھا رہا تھا' اُسے شہادت اور جنت کے شوق میں زندگی بوجھ محسوس ہونے لگی) اُس نے چھوہارے رکھے' میدانِ جنگ میں گیا (اور جہاد کرتا کرتا) شہید ہوگیا۔

دُشمن زد میں ہو تو گولہ باری کی جائے:

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَنَا یَوْمَ بَدْرٍ حِیْنَ صَفَفْنَا لِقُرَیْشٍ وَصَفُّوْا لَنَا اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَعَلَیْکُمْ بِالنَّبْلِ [۲] ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ) بدر کے دن ہمیں فرمایا کہ جب ہم قریش کے مقابل صفیں باندھیں اور اُنہوں نے ہمارے خلاف صف آرائی کی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب وہ تمہارے قریب ہوں تو تیر چلانا''۔ (یعنی جب دُشمن اِتنا قریب ہو جائے کہ تمہارے تیر اُن تک پہنچ سکیں تو تب تیر چلانا' بہت دُور ہوں تو تیر اِستعمال نہ کرنا کہ اِس میں تیر ضائع ہونے کا خطرہ ہے)۔ ایک روایت میں ہے، اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَارْمُوْهُمْ وَ اسْتَبْقُوْا نَبْلَکُمْ [۳] ''جب وہ تم سے قریب ہوں تو اُنہیں تیر مارو، اپنے تیر باقی رکھو''۔ ایک روایت میں ہے، لَا تَسُلُّوا السُّیُوْفَ حَتّٰی یَغْشَوْکُمْ [۴] ''تلواریں نہ سونتو حتیٰ کہ وہ تم سے قریب تر ہوجائیں''۔ (یعنی سارے تیر اِستعمال کر کے خود خالی نہ ہوجانا کہ ضرورت کے وقت پریشانی ہو۔ آج بھی لڑائیوں میں اِس قانون پر عمل ہوتا ہے۔ دُشمن زد میں ہو تو گولہ باری کی جاتی ہے۔ سارے بم' گولے' راکٹ اور میزائل اِستعمال نہیں کیے جاتے' سامانِ جنگ محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اَب تو ایسے ایسے آلات ایجاد ہوچکے ہیں جن کے ذریعے جتنی دُور تک گولے' راکٹ اور میزائل پھینکنے ہوں' اُتنا رینج بنالیا جاتا ہے)۔

جنگ خدعہ ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ [۵] ''جنگ دھوکہ ہے''۔ (یعنی دُشمن کو دھوکہ میں رکھنا ہے کہ اُسے ہمارے اصلی اِرادہ اور اَصل حال کی اِطلاع نہ ہونے پائے اپنی تھوڑی سی جماعت کو زیادہ ظاہر کیا جائے۔ تھوڑے سامان کو بہت دِکھایا جائے۔ اِسے جنگی چال اور مجاہد کا کمال کہتے ہیں۔ کسی میدان کو خالی چھوڑ دینا کہ دُشمن اُسے خالی سمجھ کر اپنی فوج لے آئے پھر دائیں بائیں اور پیچھے سے نکل کر اُس کی فوج کو گھیر لیا جائے۔ جس سے ساری فوج ہتھیار ڈال دے یا لڑنے کی صورت میں اُس کی سپلائی لائن کاٹ دی جائے۔ یہاں تک کہ دُشمن کا زور ٹوٹ جائے اور وہ شکست سے دوچار ہوجائے۔ یہ ہے خدعہ (دھوکہ)۔ اِس دھوکہ سے مراد جھوٹ اور ناجائز مکروفریب نہیں۔ اَب بھی جنگوں میں ایسی چالیں چلی جاتی ہیں)۔

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۳۳۲ حدیث نمبر ۳۹۳۷' بخاری حدیث نمبر ۴۰۴۶' مسلم حدیث نمبر ۴۳، ۱۸۹۹' نسائی حدیث نمبر ۳۱۵۴' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۰۸' مرقاۃ جلد ۷ ص ۴۴۵۔ [۲] مشکوٰۃ ص ۳۴۳' بخاری جلد ۱ ص ۴۰۶' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۰۵' مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۳۴۳' مشکوٰۃ ص ۳۴۳' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۸۳۔ [۳] مشکوٰۃ ص ۳۴۳' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۸۳۔ [۴] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۱۵۵' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۹۸' ابوداؤد جلد ۲ ص ۵۔ [۵] بخاری جلد ۱ ص ۴۲۵' مسند احمد جلد ۱ ص ۹۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۰' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۳۳' مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳۲۰' مسلم جلد ۲ ص ۸۳۔

سخت ضرورت کے وقت عورتوں کا جہاد میں جانا:

سخت ضرورت پڑنے کی صورت میں عورتیں جہاد وقتال بھی کرسکتی ہیں۔ جیسے غزوۂ حنین میں حضرت اُمّ ِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنگ کی۔ ضروریات کا حکم اور ہے۔

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، **قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَاُدَاوِي الْجَرْحٰى وَاَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى** [6] ''فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں حصہ لیا۔ غازیوں کی منزلوں میں اُن سے پیچھے رہتی تھی' اُن کیلئے کھانا پکاتی تھی اور زخمیوں کیلئے دوادارو کرتی تھی اور بیماروں کیلئے اِنتظام کرتی تھی''۔

(زخمی مجاہدوں کو دوا پلانا' پانی پلانا' مجاہدین کیلئے کھانے کا انتظام کرنا' یہ اُن بیبیوں کا کام تھا یا تو وہ اپنے شوہروں کی خدمت کرتی تھیں یا اپنے دوسرے محرم رشتہ داروں کی اور اگر غیر محرم زخمیوں کی خدمت کرتی تھیں تو باپردہ رہ کر اور اُن کے جسموں کو ہاتھ لگائے بغیر)۔

عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے **نَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ** [7] ''عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا''۔ (یہ ہے مسلمانوں کا جہاد! امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف جہاد کیلئے روانہ کیا اور اُنہیں فرمایا: **لَا تَقْتُلَنَّ امْرَاَةً وَّلَا صَبِيًّا وَّلَا كَبِيْرًا هَرِمًا** [8] ''کفار کی عورتوں' بچوں' بوڑھوں اور راہبوں (جوگیوں) وغیرہم کو قتل نہ کرنا۔ وہی لوگ جو تمہارے مقابلے میں میدانِ جنگ میں اُتریں' اُنہیں قتل کرنا''۔ آپ کے اِس آخری جملہ سے واضح ہوتا ہے کہ جو میدانِ جنگ میں مقابلے میں اُتریں' اُنہیں ہی قتل کرو۔ اَب اگر کوئی جوگی' راہب بوڑھا یا عورت مسلمانوں کے مقابلے میں لڑنے کیلئے آئے تو اُس کا لحاظ نہیں کیا جائے گا کہ اَب وہ مقاتل اور مقابل ہے۔

شب خون مارنا:

جنگی دُشمن پر شب خون مارنا دُشمن کی طاقت کو ختم کرنے کیلئے ہے۔ ایسی جنگ جوان کافروں کو مارنے کی نیت سے کی جاتی ہے، اِسلام نے اِس کو جائز قرار دیا ہے۔

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، **سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَهْلِ الدِّيَارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَآئِهِمْ وَذَرَارِيْهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ هُمْ مِنْ اٰبَآئِهِمْ** [9] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے مشرکین کے گھروالوں کے متعلق پوچھا گیا جن پر شب خون مارا جائے اگر شب خون کی صورت میں عورتیں اور بچے بھی مارے جائیں تو فرمایا: وہ سب اُن ہی سے ہیں''۔ ایک روایت میں ہے، وہ اپنے باپوں سے ہیں۔ (اگر اندھیرے میں عورتیں اور بچے بغیر ارادے کے مارے جائیں تو مسلمان مجاہدین پر گناہ نہیں کہ وہ مرنے والے بھی کفار کے حکم میں ہیں)۔

اِرادۂ قتل:

کفار کی عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت اِرادتاً قتل سے ہے۔ حدیث شریف میں اِجازت بغیر اِرادۂ قتل کی ہے۔ لہٰذا

---

[6] مشکوٰۃ ص ۳۴۲ حدیث نمبر ۳۹۴۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۸۵۶' مسند احمد جلد ۶ ص ۴۰۷' مرقاۃ جلد ۷ ص ۴۴۸' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۵۰' مسلم جلد ۲ ص ۱۱۷۔ [7] مسلم جلد ۲ ص ۸۴' مشکوٰۃ ص ۳۴۲' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۷۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۲' ترمذی حدیث نمبر ۱۵۶۹' مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳۱۵' دُرِّ منثور جلد ۱ ص ۲۰۵۔ [8] شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۷۴۔ [9] مشکوٰۃ ص ۳۴۲ حدیث نمبر ۳۹۴۳' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۷۵' مسلم جلد ۲ ص ۸۴' بخاری جلد ۱ ص ۴۲۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۶۷۲' ترمذی حدیث نمبر ۱۵۷۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۸۳۹' مرقاۃ جلد ۷ ص ۴۴۹۔

اِن اَحکام میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔ جیسے کفار کے ملک میں رہنے والے مسلمانوں کو قتل کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر اس شب خون میں وہ بھی قتل ہوجائیں یا کفار مسلمان بچوں یا مسلمانوں کو ڈھال کے طور پر آگے رکھ لیں تو دُشمن پر گولہ باری فائرنگ کی صورت میں اگر ایسے مسلمان مارے جائیں تو اِسلامی فوج پر اِس کا کوئی گناہ نہیں۔ ایسے ہی اگر دُشمن کی فوج میں مسلمان سپاہی ہوں تو اِسلامی فوج پر گناہ نہیں جیسے بھارتی فوج کے ساتھ مقابلے کی صورت میں بھارتی فوج میں بھرتی مسلمان فوجی مقابلے میں مارے جاتے ہیں تو اِس پر پاکستانی اِسلامی فوج پر گناہ نہیں۔ اگر اِسلامی فوج اور مجاہدین ان وجوہ سے جہاد نہ کریں تو اِسلام کی بقاء خطرے میں پڑ جائے گی۔

مسلمان اور کافر کی چھانٹ:

حضرت عصام مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں **بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ سَرِیَّةٍ فَقَالَ اِذَا رَاَیْتُمْ مَسْجِدًا اَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوْا اَحَدًا** [۱۰]

''ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا تو فرمایا: جب تم مسجد دیکھو یا مؤذن کو (اذان دیتا) سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔'' [۱۰] (یعنی دُشمن سے مقابلہ کرتے ہوئے جب مسلمان فاتح کی صورت میں شہر میں داخل ہوں تو جب قولی یا فعلی علامت اِسلام دیکھیں تو اَندھا دھند فائرنگ نہ کریں۔ بلکہ مسلمان اور کافر کی چھانٹ کریں اور کوشش کریں کہ مسلمان کی گولی سے صرف کافر واصل جہنم ہو۔ مسلمان زد میں نہ آئیں۔)۔

حدیث شریف واضح ہے۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر حربی کفار کے ملک میں کوئی مسجد ہو تو اُن پر جہاد ہی نہ ہو۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مکہ مکرمہ میں حملہ آور ہوئے تو وہاں قتال بھی ہوا' حالانکہ وہاں بیت اللہ شریف ہے۔

کفار کو دعوتِ اِسلام اور جہاد:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے قیصر روم کو ''دعوتِ اِسلام'' کا فرمان لکھا اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو اپنا خط دے کر قیصر روم کی طرف روانہ کیا اور اُنہیں فرمایا کہ یہ خط بصریٰ کے حاکم کو دے دینا تا کہ وہ قیصر روم کو پہنچادے۔ وہ خط جو قیصر روم کے نام لکھا تھا' اُس میں مضمون یہ تھا: **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ اِلٰی هِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدَاعِیَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ وَ اِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْکَ اِثْمُ الْاَرِیْسِیِّیْنَ وَیٰاَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ** [۱۱] ''اللہ (عزوجل) کے نام سے شروع کرتا ہوں جو مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔ یہ خط اللہ (عزوجل) کے بندے اور اُس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے سلطان روم ہرقل کی طرف ہے۔ اُس پر سلامتی جو ہدایت کا اِتباع کرے، اِس کے بعد تمہیں دعوت اِسلام سے بلاتا ہوں۔ اِسلام قبول کرلو سلامت رہوگے، اللہ (عزوجل) تمہیں دوہرا ثواب عطا فرمائے گا اور اگر تم نے منہ پھیرا تو تم پر ساری رعایا کا بھی گناہ ہے اور اے اہلِ کتاب ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ عزوجل کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ ہمارے بعض بعض کو اللہ عزوجل کے مقابلے رب نہ بنالیں پھر اگر وہ منہ پھیریں تو کہہ دو کہ گواہ رہو! ہم مسلمان ہیں''۔

---

[۱۰] مشکوٰۃ ص ۳۴۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۶۳۵' ترمذی حدیث نمبر ۱۵۴۹' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۴۸' مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۲۱۰' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۸۲' مسند الشافعی جلد ۲ ص ۱۱۶۔ [۱۱] بخاری جلد ۱ ص ۵' مشکوٰۃ ص ۳۴۰' عمدۃ القاری جلد ۱ جز ۱ ص ۸۷' فتح الباری جلد ۱ ص ۴۳۔

(آج کے مسلمان حکمرانوں کو یہودی اور عیسائی اور دیگر غیر مسلم حکمرانوں کو دعوت اِسلام دینے کی جراٗت اور ہمت کرنی چاہئے۔ یہ بات تو اِس خط کی روشنی میں ہے مگر موجودہ صورت حال کچھ اِس طرح کی ہے کہ تقریباً ۹۸ فیصد مسلمان حکمران یہود ونصاریٰ اور یہود وہنود کے نیاز منداور سچے دوست ہیں جبکہ کئی مسلم حکمرانوں کی اِسلامی ملکوں اور اُن کے حکمرانوں سے دُشمنی ہے جبکہ یہودیوں ہنودیوں اور عیسائیوں کے سرداروں اور غیر مسلم ممالک کے غیر مسلم حکمرانوں سے ایسی دوستی ہے جیسی اِیمان والوں سے دوستی ہونی چاہئے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی بات کو ماننے میں ترجیح دیتے ہیں۔ خصوصاً ہر امریکی صدر کی بات ایسے تسلیم کی جاتی ہے جیسے (نعوذ باللہ) کوئی آسمانی صحیفہ ہوتا ہے۔ اَیسے حکمرانوں سے تو توقع بھی نہیں کی جاسکتی کہ وہ غیر مسلم حکمرانوں کو دعوت اِسلام دیں)۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دعوتی خط میں کیا خوبصورت اندازِ تحریر پیش فرمایا گیا ہے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پیغام مقدس میں مکتوب الیہ کا لقب اور نرم انداز اور بے نیازی کا پہلو نمایاں ہے۔ اِس پیغام میں یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ اگر مکتوب الیہ بڑا آدمی ہو فاسق اور غیر مسلم ہو تو اُس کی تعریف زیادہ نہ لکھی جائے۔ معمولی القاب لکھے جائیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے شاہ روم کو صرف ''عظیم الروم'' لکھا۔ جسے رومی لوگ بڑا سمجھتے تھے۔ خیال رہے کہ ہرقل بادشاہ روم نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا فرمانِ عالی شان سُن کر دل سے اِسلام قبول کرلیا مگر اپنی رعایا اور حکام کے خوف سے اِسلام ظاہر نہ کرسکا جس کی تفصیل کچھ اِس طرح ہے۔

تفصیل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، (حضرت) ابوسفیان بن حرب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے (قبولِ اِسلام سے پہلے کا اپنا واقعہ) بیان کیا کہ جب میں قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ ملک شام میں گیا تھا۔ تو شاہِ روم ہرقل نے ایک قاصد میری طرف بھیجا اور ہمیں بلایا (حضرت ابوسفیان کہتے ہیں، یہ اُس وقت کی بات ہے جب قریشِ مکہ مکرمہ، ابوسفیان اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے درمیان صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہو چکا تھا) وہ سب (یعنی ابوسفیان اور اُن کے قافلے کے لوگ) اُس کے پاس آئے اور وہ ایلیا (بیت المقدس) میں تھے۔ ہرقل نے اُنہیں اپنے دربار میں طلب کیا۔ وہاں روم کے بڑے بڑے سردار موجود تھے اور اُس کے اِردگرد بیٹھے تھے پھر اُنہیں بلایا اور اپنے ترجمان کو طلب کیا اور کہا تم میں سے نسب میں اُس (عظیم) اِنسان کے زیادہ قریب کون ہے؟ وہ (عظیم) اِنسان جنہوں نے یہ کہا ہے کہ میں نبی (ﷺ) ہوں۔ ابوسفیان نے کہا' اُن سب میں سے نسب میں مَیں اُن سے قریب ہوں۔ ہرقل نے کہا' اِسے میرے قریب کردو اور اُس کے ساتھیوں کو بھی قریب کردو اور اِنہیں ابوسفیان کے پیچھے کھڑے کردو پھر اپنے ترجمان سے کہا' اِن سے کہو میں ابوسفیان سے اُس (عظیم) شخص کے متعلق پوچھنے والا ہوں۔ اگر یہ میرے سامنے جھوٹ بولے تو تم اِس کو جھٹلا دینا (ابوسفیان نے کہا) اللہ (عزوجل) کی قسم اگر اِس بات کا حیاء نہ ہوتا کہ یہ لوگ میرا جھوٹ نقل کریں گے تو میں اُن (یعنی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی نسبت جھوٹ بول دیتا۔ پھر اُس نے آپ ﷺ کی نسبت سوالات شروع کئے اور سب سے پہلے نسب کے بارے میں پوچھا۔

سوال: تم میں اُن کا نسب کیا ہے؟

جواب: میں نے کہا' وہ عالی نسب ہیں۔

سوال: کیا اُن سے پہلے بھی کسی نے ایسی بات کہی تھی؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیا اُن کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ تھا؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیا بڑے (امیر) لوگ اُن کی پیروی کرتے ہیں

یا غریب لوگ؟

جواب: غریب لوگ (اگرچہ کچھ امیر بھی شامل ہیں)۔

سوال: کیا پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟

جواب: بڑھ رہے ہیں۔

سوال: کیا اُن کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص دین کو بُرا سمجھ کر مرتد ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: کوئی مرتد نہیں ہوتا۔

سوال: یہ جو اُنہوں نے کہا ہے (کہ میں نبی ﷺ ہوں) اِس سے پہلے اُنہوں نے کبھی جھوٹ بولا ہے یا تم نے اُن پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟

جواب: ابھی تک تو نہیں۔ ہاں البتہ اَب اُن میں، ہم میں ایک معاہدہ ہوا ہے۔ معلوم نہیں اِس میں اُن کا کیا انداز ہوتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا' اِس کلمہ کے سوا مجھے اور کسی جواب میں کوئی بات داخل کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

سوال: کیا تم نے کبھی اُن سے لڑائی کی ہے؟

جواب: جی ہاں!

سوال: تمہاری اُن سے لڑائی کیسی رہی ہے؟

جواب: ہماری اور اُن کی لڑائی ڈول کی مثل ہے۔ کبھی وہ ہم سے لیتے ہیں اور کبھی ہم اُن سے لیتے ہیں۔

سوال: وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟

جواب: وہ فرماتے ہیں: اللہ (عزوجل) کی عبادت کرو اور کسی کو اُس کا شریک نہ بناؤ اور جو تمہارے باپ دادا کہتے ہیں' وہ ترک کردو (یعنی بتوں کو اِلٰہ نہ بناؤ) وہ نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

سوال جواب کا نتیجہ:

ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا' ابوسفیان سے کہو' میں نے تم سے اُن کا نسب پوچھا' تم نے کہا' وہ ہم میں عالی نسب ہیں۔ اللہ (عزوجل و سبحانہٗ و تعالیٰ) کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) ایسے ہی ہوتے ہیں جو اپنی قوم میں مبعوث ہوتے ہیں۔ (وہ اپنی قوم میں افضل اور عالی نسب ہوتے ہیں) میں نے تم سے پوچھا' کیا تم میں سے کسی اور نے یہ بات کہی؟ تو تم نے کہا' نہیں! میں نے خیال کیا اگر اِن سے پہلے کسی اور نے یہ بات کہی ہوتی تو میں جانتا کہ اُنہوں نے اُس بات کی اِقتداء کی ہے جو اُن سے پہلے کہی گئی۔ میں نے تم سے پوچھا' کیا اُن کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تو تم نے کہا' نہیں! میں نے خیال کیا کہ اگر اُن کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں خیال کرتا کہ وہ اپنے باپ کا ملک طلب کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا' کیا جو کچھ اُنہوں نے کہا ہے اِس (اعلانِ نبوت) سے پہلے تم اُنہیں جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم نے کہا' نہیں! یقیناً میں جانتا ہوں کہ جو شخص لوگوں پر جھوٹ نہیں کہتا وہ اللہ (عزوجل) پر کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ میں نے تم سے پوچھا' رئیس لوگ اُن کی تابعداری کرتے ہیں یا کمزور لوگ؟ تم نے کہا' کمزور لوگ اُن کی پیروی کرتے ہیں۔ تو یہی (کمزور) لوگ رسولوں (علیہم السلام) کی پیروی کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا' وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہو جاتے ہیں؟ تم نے کہا' وہ بڑھتے جاتے ہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے۔ حتیٰ کہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا' کیا اُن کے دین میں شامل ہونے کے بعد کوئی شخص اُن کے دین سے ناراض ہو کر مرتد ہو جاتا ہے؟ تم نے کہا' نہیں! تو اِیمان کا یہی حال ہے۔ جبکہ اِس کی وضاحت دِلوں میں مل جائے۔ میں نے تم سے پوچھا' کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا' نہیں تو رسول (علیہ السلام) ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ وہ عہد شکنی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا' وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تم نے کہا' وہ کہتے ہیں: اللہ (عزوجل) کی عبادت کرو' اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں بتوں کی پوجا سے روکتے ہیں' نماز' پاکدامنی' صلہ رحمی اور صدق کا حکم فرماتے ہیں۔ جو کچھ تم کہتے ہو اگر یہ حق اور دُرست ہے تو وہ

عنقریب میرے اِن دونوں قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائیں گے۔ میں یقیناً جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اُن تک پہنچ سکوں گا تو اُن کی ملاقات کی مشقت اُٹھاتا اور اگر میں اُن کے پاس ہوتا تو اُن کے قدم دھوتا۔

پھر ہرقل نے جناب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا محولہ بالا متبرک خط نکالا جو آپ ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے بصریٰ کے بادشاہ کو بھیجا تھا اور اُس نے ہرقل کو پہنچا دیا تھا۔

ابوسفیان نے کہا، جب ہرقل کو جو کچھ کہنا تھا، وہ کہہ چکا اور خط پڑھ چکا تو اُس کے پاس شور مچا اور آوازیں بلند ہوئیں اور ہم باہر نکال دیئے گئے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا، جب ہم (باہر) نکالے گئے۔ حضرت محمد ﷺ کا تو بڑا درجہ ہو گیا۔ اِس سے رومیوں کا بادشاہ ڈرتا تھا (اُس روز سے) مجھے بڑا یقین رہا کہ آپ ﷺ غالب ہوں گے یہاں تک اللہ (عزوجل) نے مجھے بھی مسلمان کر دیا۔ [12]

هفته وار تعلیمی وتربیتی اجتماع

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی کریم ﷺ کی عنایت سے ہر ہفتہ کو بعد از نماز عشاء **جامع مسجد نگینہ** A-977، بلاک بی II، گجرپورہ سکیم لاہور میں دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار سکھانے کیلئے تربیتی وتعلیمی اجتماع ہوتا ہے آپ تمام محبان اسلام اور عشاقان مصطفیٰ ﷺ کو شرکت کی دعوت ہے۔

خصوصی بیان

منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

مقرر ریڈیو ٹیلی ویژن پاکستان

(صفحہ نمبر ۲۲ کا بقیہ)

لوگوں کے سینوں اور پتوں اور پتھروں پر قرآنِ پاک کو جمع فرمایا، پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآنِ پاک کی مقدس سورتوں کو علیحدہ علیحدہ صحیفوں میں جمع فرمایا اور ایک مصحف کی صورت میں ایک جگہ رکھا۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اِن تمام کاموں کو ربِّ کائنات نے پہلے ہی اپنے کام قرار دیا۔

جب تک دُنیا میں قرآنِ پاک اور ایک بھی کلمہ گو موجود رہے گا اُمتِ محمدیہ علیہ الصلوٰت والتسلیمات امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اِحسان مند رہے گی۔

انبیاءِ کرام علیہم السّلام کی تدفین:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دُنیا سے پردہ فرمایا تو آپ ﷺ کے دفن میں لوگوں نے اِختلاف کیا (یعنی کہاں دفنانا چاہئے)؟ تو خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے کہ **مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ فَدْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ** [13] "اللہ (عزوجل) نے کسی نبی (علیہ السلام) کو وفات نہیں دی مگر اُس جگہ جہاں اُن کا دفن کیا جانا پسند تھا (لہٰذا) حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بستر (مبارک) کی جگہ ہی میں دفن کرو"۔

وصال:

آپ رضی اللہ عنہ پندرہ روز علیل رہ کر پیر اور منگل کی درمیانی شب ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو فوت ہوئے اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

---

[12] بخاری جلد ۱ ص ۵، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۱۔ [13] ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۶۳، کنز العمال حدیث نمبر ۶۱، ۱۸۷۶۸۸۰، ۳۲۲۳، تاریخ الخلفاء ص ۶۷، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۰۹۔

بخاری شریف پڑھیے

بحوالہ

تیسیر الباری

(ادارہ)

حضرت سلیمان صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الْاَحْزَابِ: نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا** ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احزاب (یعنی غزوۂ خندق کے دن) فرمایا: اَب آج سے ہم اُن پر چڑھ کر جائیں گے وہ ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے''۔ [1]

[1] ''یہ آپ کا معجزہ ہے آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ جنگِ خندق کے بعد کافروں کا حوصلہ ٹوٹ گیا۔ اُنہوں نے پھر مسلمانوں پر چڑھائی نہیں کی''۔ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۵۱ من وعن) ☆

☆غزوۂ خندق میں کافروں کی تعداد دس ہزار تک تھی جب کہ مسلمان تین ہزار تھے۔ مسلمان حیران ہو گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں غزوۂ احزاب کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے اِرشاد لاریب فرمایا: **اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا** [2] ''جب کافر تم پر آئے (چل پڑے) تمہارے اُوپر سے' تمہارے نیچے کی طرف سے اور جب ٹھٹھک کر رہ گئیں تمہاری آنکھیں (یعنی آنکھیں پتھرا گئیں) اور دِل گلوں کے پاس آ گئے اور تم اللہ (عزوجل) پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے''۔ صحیح بخاری میں اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: **ذَاكَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ** [3] ''اِس (محولہ بالا آیت مبارک) میں غزوہ خندق کا بیان ہے''۔

اس غزوۂ کا واقعہ شوال ۴ ہجری کا ہے جب حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے بنی نضیر کو ایک بڑی بدعہدی کی وجہ سے جلاوطن کر دیا۔ یہ یہود مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش مکہ مکرمہ کو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر اُبھارا۔ پھر یہی یہود قبائل غطفان' قیس اور غیلان وغیرہ کے پاس گئے اور جابجا دورے کیے۔ سارے کفار کو اِس جنگ پر اُبھارا اور آمادہ کیا جب سب قبیلے مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے تو بنی خزاعہ کے بعض لوگوں نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِن تمام تیاریوں کی خبر دے دی۔ یہ اِطلاع ملتے ہی حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے مدینہ منورہ کے آس پاس خندق کھودنے کا اِنتظام فرمایا اور خود بنفس نفیس خندق کی کھدائی میں شرکت فرمائی۔ اَبھی خندق کھود کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ دس' بارہ یا چودہ ہزار کا لشکر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا مگر خندق دیکھ کر حیران ہو گئے کیونکہ اہل عرب نے اِس سے پہلے کبھی خندق نہیں دیکھی تھی کفار کے لشکر کا سردار ابوسفیان تھا۔ بنوسلیم اُن سے مرّ ظہران میں لاحق ہوئے جبکہ اُن کی تعداد سات سو تھی اور سفیان بن عبد الشمس اُن کی قیادت کر رہا تھا اور بنواسد بھی اُن کے ساتھ مل گئے جبکہ اُن کا قائد طلحہ بن خویلد تھا اور قبیلہ فزارہ بھی ایک ہزار اُونٹ پر سوار ہو کر عیینہ کی قیادت میں اُن سے آملا۔ اِدھر قبیلہ اشجع چار سو کا لشکر لے آیا۔ اِس کا قائد مسعود بن رجیلہ تھا اور حارث بن عوف بھی بنومرّہ سے چار سو سپاہی لے کر آ گیا۔

مشرکین مکہ مکرمہ اور دیگر نے ستائیس روز یا اس سے کچھ کم' حضرت واقدی علیہ الرحمہ کے مطابق چوبیس روز مدینہ منورہ کا محاصرہ کیے رکھا۔ اِس دوران صرف ایک گھڑی لڑائی ہوئی اور وہ بھی تیروں کے ساتھ۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو میں اسی گھڑی تیر لگا تھا جس سے کچھ عرصہ زخمی رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ محاصرے سے مسلمان سخت پریشان ہو گئے اُس وقت مسلمانوں کی مالی حالت بھی نازک تھی۔ [4]

---

[1] تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۵۱۔ [2] الاحزاب: ۱۰۔ [3] تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۴۷۔ [4] تفہیم البخاری جلد ۶ ص ۱۹۰ تفسیر نورالعرفان زیر آیت نمبر ۱۰ سورۃ الاحزاب۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: نُصِرتُ بِالصَّبا ۵ ''صبا کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ایمان والوں سے خطاب فرماتے ہوئے اِرشادِ لازوال فرماتا ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۶ ''اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ (ﷻ) کا اِحسان یاد کرو جب تم پر لشکر آئے (یعنی غطفان اور کفارِ نجد واسد وغیرہ) تو تم نے اُن پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ (ﷻ) تمہارے کام دیکھتا ہے''۔

یہ ٹھنڈی تیز ہوا اُن پر تاریک رات میں بھیجی جس سے کفار کے خیمے اُکھڑ گئے' طنابیں ٹوٹ گئیں' کھونٹے اکھڑ گئے۔ جانور بھاگ گئے' لوگ زمین پر منہ کے بل گر پڑے۔ ایسے فرشتے آئے جنہوں نے کفار کے دِلوں میں رُعب ڈال دیا اور تمام کفار بھاگ گئے مگر یہ ہوا صرف کفار کے لشکر میں تھی۔ کفار اِس کشمکش میں اپنا سازو سامان چھوڑ کر بھاگ گئے یہ سارا سازو سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ ۷

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: یَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَاَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ ۸ ''خندق کے دِن اللہ (ﷻ) کافروں کے گھر اور قبریں آگ سے بھر دے جیسے اُنہوں نے ہم کو سورج ڈوبنے تک بیچ والی نماز (عصر) نہ پڑھنے دی''۔

حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاَحْزَابِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ ۹ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے کفار کے لشکروں پر دُعا فرمائی اے اللہ (ﷻ) قرآنِ مجید نازل فرمانے والے' لوگوں کا جلد حساب لینے والے کافروں کے لشکروں کو شکست دے۔ اے اللہ (جل جلالک) اِنہیں شکست دے اور اِن کے قدم اکھیڑ دے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ ۱۰ ''رسول اللہ ﷺ یہ دُعا پڑھتے تھے (ترجمہ) اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اُس نے اپنے لشکر کو غالب کیا۔ اپنے (محبوب) بندے (ﷺ) کی مدد فرمائی۔ کافروں کے لشکر کو مغلوب فرمایا وہ باقی ہے اُس کے بعد کچھ نہیں''۔

یعنی اللہ رب العالمین جل جلالہٗ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا کے ذریعے اور نہ دیکھے جانے والے لشکر سے مدد فرمائی اور قریش مکہ مکرمہ اور دیگر کفار کے لشکروں کو مغلوب فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے وجود کی نسبت تمام اشیاء کالعدم ہیں یا یہ معنی ہے کہ ہر شے فنا ہو جائے گی۔ ہر شے کے بعد صرف اللہ ﷻ ہی باقی رہ جائے گا اِس کے بعد کچھ نہیں قرآنِ مجید میں كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۱۱ ''ہر چیز فانی ہے سوا اُس کی ذات کے''۔

قیاس پر مؤاخذہ نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے غزوۂ خندق میں (جب غزوہ ہو چکا) تو یوں فرمایا: لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ ''تم میں سے ہر شخص عصر کی نماز بنی قریظہ کے پاس پہنچ کر پڑھے''۔ اب نماز کا وقت راستے میں آن پہنچا تو بعضوں نے کہا ہم تو جب تک بنی قریظہ کے پاس نہ پہنچ لیں گے

۵ تیسیر الباری جلد۵ ص۳۴۸' تفہیم البخاری جلد۶ ص۱۹۹۔ ۶ الاحزاب:۹۔ ۷ نور العرفان' خزائن العرفان' تفہیم البخاری جلد۶ ص۱۹۹۔ ۸ تیسیر الباری جلد۵ ص۳۵۲۔ ۹ تیسیر الباری جلد۵ ص۳۵۵' تفہیم البخاری جلد۶ ص۲۰۷۔ ۱۰ تیسیر الباری جلد۵ ص۳۵۳۔ ۱۱ القصص:۸۸۔

عصر کی نماز نہیں پڑھیں گے اور بعضوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھ لیتے ہیں کیونکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا یہ مطلب نہ تھا کہ ہم نماز قضاء کر دیں (بلکہ آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ جلد جاؤ دیر نہ کرو اور بعضوں نے بنی قریظہ پہنچنے تک نماز نہیں پڑھی بعضوں نے پڑھ لی)۔ پھر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے اِس اَمر کا ذکر کیا گیا آپ ﷺ نے کسی پر تنبیہہ نہیں کی۔ ○

○ حالانکہ ایک کا فعل ضرور غلط ہوگا مگر چونکہ دونوں کی نیت بخیر تھی اِس لئے کسی پر ملامت نہ ہوئی معلوم ہوا کہ مجتہد اگر اِس مسئلہ میں جس میں نص نہ ہو قیاس کرے اور اُس کی رائے غلط نکلے' تب بھی اُس پر مؤاخذہ نہ ہوگا بلکہ اُس کو ایک اجر ملے گا جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے۔ اِسی لئے اہل حدیث تمام مجتہدانِ اُمت کے مداح اور ثناء خواں ہیں ☆ اور ہر ایک مجتہد سے محبت رکھتے ہیں اور اُس کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں کیونکہ اِن بزرگوں نے بڑی محنت اور جانفشانی کی اور شرع کے اَحکام قرآن اور حدیث سے نکالے۔ اللہ اِن کو جزائے خیر دے اور درجاتِ عالیہ مرحمت فرمائے۔ اِن مجتہدوں میں اِمام ابو حنیفہ اور اِمام شافعی اور اِمام مالک اور اِمام احمد بن حنبل اور اِمام سفیان ثوری اور اِمام اوزاعی اور اِمام اسحاق اور اِمام داؤد ظاہری اور اِمام بخاری اور اِمام ابن جریر طبری اور اِمام ابو ثور وغیرہ ہیں۔ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۵۵۔۳۵۶ من وعن)

☆ مگر آئمہ کی تقلید کو حرام کہتے ہیں اور تقلید کرنے والے کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔

یہ دوزخی ہے:

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' ہم خیبر کی جنگ میں موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص (قزمان نامی) کے بارے میں جو اِسلام کا دعویٰ کرتا تھا' فرمایا: ھٰذَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ ''یہ دوزخی ہے''۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص (اکتم بن ابی الجون ؓ) کہنے لگا میں اُس شخص کے ساتھ رہتا ہوں۔ یہ شخص (اکتم ؓ) اُس کے ساتھ رہا وہ دوڑتا تو یہ بھی دوڑتا وہ ٹھہر جاتا تو یہ بھی ٹھہر جاتا ○ اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ بدکار آدمی سے اِس دین کی خدمت کراتا ہے۔

جب لڑائی شروع ہوئی' یہ شخص خوب لڑا بہت زخمی ہو گیا۔ بعض لوگوں کو شک پیدا ہوا۔ پھر اَیسا ہوا' زخموں کی تکلیف اُسے معلوم ہوئی تو اُس نے ترکش میں ہاتھ ڈالا ایک تیر نکالا اور اپنے گلے میں مار لیا (اور خودکشی کر لی)۔ یہ حال دیکھتے ہی کئی مسلمان دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! صَدَقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ'' اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے آپ ﷺ کی بات سچی کی' اُس شخص نے خودکشی کر لی۔ (اپنے آپ کو مار ڈالا) آپ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا اُٹھ اور لوگوں میں منادی کر دے' بہشت میں وہی جائے گا جو مومن ہوگا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ایک شخص ظاہر میں لوگوں کی نگاہ میں بہشت والوں کے سے کام کرتا رہتا ہے مگر ہوتا دوزخی ہے اور ایک شخص لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں جیسے کام کرتا ہے لیکن ہوتا بہشتی ہے۔[۱۲]

○ دیکھنا یہ دوزخیوں والا کون سا کام کرتا ہے ظاہر میں تو بہشتی معلوم ہوتا ہے مگر آنحضرت ﷺ کا اِرشاد غلط نہیں ہو سکتا یہ کوئی نہ کوئی ایسا کام کرے گا جس کی وجہ سے دوزخی بنے گا تو میں دیکھتا رہوں گا یہ کام کب کرتا ہے اور کیسے کرتا ہے؟ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۴۱۵ من وعن)

○ طبرانی کی روایت ہے کہ جب آپ ؐ نے اُس کو دوزخی فرمایا تو لوگوں کو بہت گراں گزرا۔ اُنہوں نے کہا' جب ایسی محنت اور کوشش کرنے والا شخص دوزخی ہے تو پھر ہمارا حال کیا ہوگا؟ آپ ؐ نے فرمایا: یہ شخص منافق ہے اپنا نفاق چھپاتا ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۴۱۶ من وعن) ☆

[۱۲] تیسیر الباری جلد ۵ ص ۴۱۹۔۴۱۷۔۴۱۵۔

☆ معلوم ہوا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ لوگوں کی نیتوں اور قلبی حالات اور ایمانی کیفیات کا علم رکھتے ہیں' یہ آپ ﷺ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ (م۔ا۔ی)

معلوم ہوا کہ بظاہر کسی کے اعمال عمدہ ہونے پر یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بہشتی ہے (یہ عام اِنسان کی نگاہ ہے) کیونکہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی نیت اعمالِ خیر میں خالص نہیں ہوتی ریاء اور دکھلاوے کیلئے یا لوگوں میں اپنا شہرہ اور تعریف کروانے کیلئے اچھا کام کرتے ہیں۔ کبھی دُنیا کا فائدہ کمانے کیلئے بھی ایسا ہوتا ہے کہ دِل میں ایمان نہیں ہوتا۔ نفاق کے ساتھ اپنے تئیں مومن ظاہر کرتے ہیں ایسی حالت میں نیک اعمال کیا فائدہ دے سکتے ہیں یا اللہ ہم کو نفاق سے بچائے رکھ اور سب اعمال میں خالص نیت تیری رضامندی کی عنایت فرما رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ O (تیسیر الباری جلد۵ ص ۴۱۶ من وعن)

ا اس حدیث شریف سے جو جلد ۵ ص ۴۱۹۔ ۴۱۷ میں ہے' سے ثابت ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ علیم وخبیر نے لوگوں کے انجام خیر وبد کا علم عطا فرمایا ہے۔ صاحبِ ایمان صحیح العقیدہ مسلمانوں کا اِس بارے میں کچھ شک و شبہ اور کسی قسم کا جھگڑا نہیں ہے۔ (م۔ا۔ی)

تین بار دَم کرنا:

حضرت یزید بن ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر ایک مار کا نشان دیکھا۔ میں نے پوچھا! یا ابو مسلم (یہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ نشان کیسا ہے؟ انہوں نے کہا' یہ زخم مجھے خیبر کے دن لگا تھا۔ لوگ کہنے لگے' سلمہ مارے گئے۔ میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آیا (اور اپنا زخم اور مقام ضرب دکھلایا) آپ ﷺ نے اُس پر تین بار مجھے پھونک مار دی۔ مجھے آج تک اِس کی تکلیف نہیں ہوئی۔ ۲ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۴۱۹)

۲ یہاں صاحبِ تیسیر الباری خاموش ہے۔ اِس حدیث شریف میں دَم کرنے اور شفا پانے کا ذکر ہے۔ دَم کرنے کی سُنّت کو تین بار میں بیان کیا گیا ہے۔ دَم کو شرک وبدعت کہنے والے اِسلامی تعلیمات اور علمِ حدیث سے بالکل بے خبر اور لاعلم ہیں۔ علاوہ ازیں فرقہ پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں۔ شانِ خداوندی دیکھئے! کئی غیر مقلد اور دیوبندی حضرات آج کل دَم کرنے کے باوجود دَم کے خلاف فتوے بازی بھی کرتے ہیں۔ (م۔ا۔ی)

جنت ودوزخ کا مشاہدہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم نے خیبر فتح کیا اور غنیمت میں سونا چاندی نہیں ملا بلکہ گائے' بیل اور اسباب و باغات مالِ غنیمت کے طور پر ملے۔ پھر وہاں سے لوٹ کر ہم رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ ''وادی القریٰ'' میں آئے (ایک مقام کا نام ہے مدینہ منورہ کے قریب) آپ ﷺ کے ساتھ ایک غلام تھا جس کو ''مدعم'' کہتے تھے۔ یہ غلام آپ ﷺ کو بنی صناب کے ایک شخص (رفاعہ بن زید بن وہب) نے تحفہ بھیجا تھا۔ یہ غلام آپ ﷺ کا کجاوہ اُتار رہا تھا۔ اِتنے میں ایک ناگہانی تیر اُس کو آلگا۔ معلوم نہیں کس نے مارا (وہ شہید ہوگیا)' لوگ کہنے لگے اِس کو مبارک ہو شہید ہوا مگر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: بَلْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الشَّمْلَۃَ الَّتِیْ اَصَابَھَا یَوْمَ خَیْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْھَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَیْہِ نَارًا ''بلکہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اُس نے ایک چادر جو خیبر کے دن تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں سے چرالی تھی وہ آگ ہو کر اُس کو جلا رہی ہے''۔ یہ حدیث شریف سن کر ایک شخص (نام نا معلوم) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس جوتی کا ایک تسمہ یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا' میں نے غنیمت کے مال میں سے لے لئے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو داخل نہ کرتا تو یہ ایک تسمہ یا دو تسمے آگ بن جاتے (قیامت میں تجھے جلاتے)۔ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۴۳۲۔ ۴۳۱)

مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ''، منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

کے تبلیغی و تربیتی دوروں کی رپورٹ

از قلم: ڈاکٹر محمد حسین یوسفی (ناظمِ اعلیٰ جامعات حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ)

۱۷ اور ۱۸ اپریل بروز اتوار اور پیر نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی حلقہ حویلی لکھا کے زیرِ اہتمام مختلف مساجد اور اَداروں میں پروگرامز ترتیب دیئے گئے۔

۱۷ اپریل بروز اتوار صبح ۱۰ بجے بسلسلہ تقسیم اَسناد و دوپٹہ پوشی جامعہ یوسفیہ برائے طالبات حویلی لکھا کے زیرِ اہتمام بمقام دی نالج سکول پروگرام ہوا۔ وہاں تقریباً ۲۶ حافظات کو دوپٹہ اور اَسناد تقسیم کی گئیں اور ۲۰ طالبات نے قارعہ کی اَسناد حاصل کیں۔ ۳۰ طالبات نے اِبتدائیہ کورس مکمل کر کے اَسناد حاصل کیں اور اِس کے علاوہ عامہ، خاصہ اور عالیہ کے کورس مکمل کرنیوالی طالبات نے بھی اَسناد حاصل کیں۔

اِجتماع میں ۷ سے ۸ ہزار خواتین شامل تھیں۔ جس میں کالجز کی لیکچرار اور سکول ٹیچرز اور مختلف سکولوں کی طالبات اور گردونواح کے علاقہ سے خواتین شامل تھیں۔ مدیرِ اعلیٰ نے عورتوں کے مسائل پر گفتگو فرمائی۔ عورت کے مقام وعظمت کو بیان کیا اور زور دیا کہ عورتوں میں تبلیغ کی اَشد ضرورت ہے۔

الحمدللہ! بہت سی خواتین کا کہنا تھا کہ آج پتا چلا کہ ہمارا دین کیا کہتا ہے؟ خواتین کا کہنا تھا کہ آپ کا اندازِ گفتگو ایسا تھا کہ اَن پڑھ عورت بھی آپ کی گفتگو کو سمجھ رہی تھی۔ میرے خیال میں یہ اِنقلابی اِجتماع تھا۔

بعد از نمازِ عصر جامع مسجد گول صادق حویلی لکھا میں تربیتی اِجتماع ہوا جس میں مدیرِ اعلیٰ نے ایک گھنٹہ خطاب فرمایا۔ اِس اِجتماع میں کثیر تعداد سے لوگوں نے شمولیت کی۔

بعد از نمازِ مغرب حویلی لکھا کے ساتھ ایک گاؤں گجو طاہر میں ایک تبلیغی اِجتماع ہوا جس میں تقریباً ۵۰۰ لوگ شامل تھے۔ اِس اِجتماع میں سُنّتِ مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت کے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ بیان سننے کے بعد ۱۰ بندوں نے باباجی سرکار سے سُنّت کے مطابق داڑھی شریف رکھنے کا وعدہ کیا۔

بعد از نمازِ عشاء جامعہ دارالسلام چک ماتاں والا میں بسلسلہ دستار بندی و تقسیم اَسناد پروگرام منعقد ہوا۔ کثیر تعداد میں حفاظِ کرام، علماء کرام اور مشائخ عظام نے شمولیت کی۔ وہاں پر بچوں کی دستار بندی کی گئی اور اَسناد بھی تقسیم کی گئیں۔ بعد میں باباجی سرکار نے ۲ گھنٹے توبہ کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ اِس اِجتماع میں دو ہزار (۲۰۰۰) کے قریب مرد وخواتین شامل تھے۔

۱۸ اپریل بعد از نمازِ فجر جامع مسجد غوثیہ ''چک باوا'' میں حضرت علامہ قاری محمد حسن نوری قادری کی سرپرستی میں درسِ قرآنِ مجید ہوا۔ جس میں باباجی سرکار نے ایک گھنٹہ ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کے موضوع پر خطاب فرمایا پھر صبح ۱۱ بجے الحسن علویہ اِسلامک اکیڈمی میں خواتین سے ڈیڑھ گھنٹہ خطاب فرمایا۔

بعد از نمازِ ظہر جامعہ یوسفیہ حویلی لکھا میں آپ سرکار نے مختلف لوگوں کے مسائل سماعت فرمائے اور اُن کے جوابات بھی اِرشاد فرمائے۔ بعد از نمازِ عصر فقیہہ اعظم مولانا نور اللہ نعیمی صاحب بصیر پوری کے نواسے مفتی محمد طاہر نوری صاحب کی سرپرستی میں دارالعلوم قادریہ نعیمیہ حویلی لکھا میں اِجتماع منعقد ہوا۔ جس میں آپ سرکار نے ایک گھنٹہ ''اَمر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔

بعد از نمازِ عشاء حاجی ذوالفقار صاحب میٹل ڈویلپر والوں کی زیرِ سرپرستی سلیم ٹاؤن جامع صابریہ دیپالپور روڈ پاکپتن شریف میں عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اِس پروگرام میں کثیر تعداد میں مقامی علماء کرام ومشائخ عظام کے ساتھ ساتھ رانا ٹاؤن لاہور اور حویلی لکھا سے بھی کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ حضور قبلہ باباجی سرکار نے اڑھائی گھنٹے خطاب فرمایا اور وہاں پر سوالات وجوابات کی نشست بھی ہوئی۔

(باقی صفحہ نمبر ۴۱ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

فتاویٰ رضویہ سے سوالات کے جوابات

ترتیب: صاحبزادہ حضرت علامہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس)

سوال: جو شخص کہے رسول اللہ ﷺ کو علم غیب نہ تھا اور معراج جسمانی نہ ہوئی اور جملہ شہداء اور اولیاء اللہ و بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی نیاز و نذر کرنا حرام اور اُن سے بذریعۂ دُعا امداد طلب کرنا شرک ہے۔ پس وہ شخص و نیز اُس کے پیرو قابل امامت ہیں یا نہیں اور وہ کس فرقہ سے ہیں اور مسئلہ مندرجہ بالا میں کون سی بات جائز و ناجائز ہے اور حضرت کو علمِ غیب تھا یا نہ اور معراج جسمانی ہوئی یا نہ؟

جواب: اللہ ﷻ نے روزِ ازل سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ ایک ایک ذرّہ کا تفصیلی علم اپنے حبیب کریم ﷺ کو عطا فرمایا۔ ہزار تاریکیوں میں جو ذرّہ یا ریگ کا دانہ پڑا ہے، حضور ﷺ کا علم اُس کو محیط ہے اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دُنیا بھر اور جو کچھ اِس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اِس ہتھیلی کو' آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرّہ اُن کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ مذکور ہے، اُن کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی لہر ہے۔ اپنی تمام اُمّت کو اِس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو اور فقط پہچانتے ہی نہیں بلکہ اُن کے ایک ایک عمل ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں۔ دِلوں میں جو خطرہ گزرتا ہے، اُس سے آگاہ ہیں اور پھر اُن کے علم کے وہ تمام سمندر اور جمیع علوم اوّلین و آخرین مل کر علمِ الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ذرّہ سے قطرہ کو کروڑ سمندروں سے، **وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ** ظالموں نے اللہ (ﷻ) ہی کی قدر نہ پہچانی کہ جو کچھ ہو گزرا اور قیامت تک ہونے والا ہے، اُس کا علم اُس کی عطا سے اُس کے محبوب ﷺ کیلئے مانا اور کہہ دیا کہ یہ تو خدا سے برابری ہو گئی' مشرک ہو گیا۔ بے اَدبو! کیا خدا کا علم اِتنا ہی ذرا سا ہے کہ دو حدوں میں محدود ہے۔ یہ تو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اپنے صدقہ میں اپنے غلاموں کو عطا فرماتے ہیں۔ یہ سب آیاتِ کریمہ و اَحادیثِ صحیحہ و اقوالِ آئمہ و علماء و اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت جن کی تفصیل ہماری کتابوں **اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّہ وَبِنَاءُ الْمُصْطَفٰی وَخَالِصُ الْاِعْتِقَادِ** وغیرہ میں ہے۔ معراج شریف یقیناً قطعاً اِسی جسمِ مبارک کے ساتھ ہوا نہ کہ فقط روحانی جو اُن کی عطاء سے اُن کے غلاموں کو بھی ہوتا ہے۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے: **سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ** ''پاکی ہے اُسے جو رات میں لے گیا اپنے بندہ کو'' یہ نہ فرمایا کہ لے گیا اپنے بندہ کی روح کو۔ نیاز نذر کرنا جائز ہے اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے طلبِ دُعا مستحب ہے اور یہاں اِن مسائل میں کلام کرنے والے نہیں مگر وہابی۔ **واللہ تعالیٰ اعلم** ۱

سوال: زید بیانی ہے کہ مجھے فیصلہ شرع محمدی کا منظور و قبول نہیں ہے بلکہ رواج و قانوں منظور ہے، یہ سخن بلا دریغ عوام النّاس میں کہہ دیا ہے۔ عندالشریعت اُس کے ساتھ یعنی زید کے ساتھ شریعتِ مبارک کا کیا اِرشاد ہے؟

جواب: بیان مذکورہ سوال اگر واقعی ہے تو زید پر تجدید اِسلام واجب ہے توبہ کرے اور از سرِ نو کلمہ اِسلام پڑھے، اِس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرے۔ **وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ** ۲

سوال: رسولِ مقبول ﷺ کا ذکر ہو تو صرف یہ کہنا کہ رسول نے ایسا کیا' رسول نے ایسا کہا' کیا مناسب ہے؟

جواب: نامِ اقدس تعظیم کے ساتھ لینا فرض ہے۔ خالی رسول رسول کہنا اگر بقصدِ ترکِ تعظیم ہے تو کُفر ہے ورنہ بلا ضرورت ہو تو برکات سے محرومی۔ **وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ** ۳

سوال: ایک شخص سامنے سے گزرا اور دوسرے سے کہا صلوٰۃ ہو گئی اور جماعت تیار ہے، اُس نے کہا' نماز پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں جب یہ ذکر ایک تیسرے شخص کے سامنے ہوا اور لوگوں

۱ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ ص ۱۷۰۔ ۲ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ ص ۱۷۱۔ ۳ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ ص ۱۷۳۔

نے کہا یہ کلمہ کُفر ہے تو اُس نے کہا کہ ایسی باتوں سے کُفر نہیں عائد ہوا کرتا حالانکہ یہ شخص عاقل بالغ ہے، اِس شخص کا کیا حکم ہے۔؟

جواب: اِس کہنے سے وہ شخص کافر ہوگیا، اُس کی عورت نکاح سے نکل گئی اور یہ تیسرا ابھی نئے سرے سے کلمۂ اِسلام پڑھے اور اپنی عورت سے اِس کے بعد نکاح کرے۔ **وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ** ۴

سوال: سیّد پر کسی فعل ناجائز کے سبب کُفر کا فتویٰ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فعل ناجائز کہ صرف گناہ ہو محض اس کی وجہ سے کُفر کا فتویٰ دینا سیّد وغیر سیّد کسی پر بھی جائز نہیں۔ **وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ** ۵

سوال: قبرستان میں مدرسہ یا کوئی مکان یا مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبرستان وقف میں کوئی تصرف خلاف وقف جائز نہیں۔ مدرسہ ہو خواہ مسجد یا کچھ اور۔ اور اگر کسی کی مِلک ہے تو قبور سے الگ وہ جو چاہے بنا سکتا ہے۔ ۶

سوال: عام قبرستان میں اگر کسی نے درخت لگائے تو اُس کی مِلک ہے کہ نہیں؟ دوسروں کو بدوں اجازت اِستعمال کرنا جائز ہے کہ نہیں فقط؟

جواب: قبرستان اگر چہ وقف ہو مگر درخت جو اِس میں لگائے جائیں اگر لگانے والا تصریحاً یہ کہہ بھی دے کہ میں نے اِن کو قبرستان پر وقف کی جب بھی وقف نہ ہوں گے اور لگانے والے ہی کی مِلک رہیں گے۔ اُس کی اِجازت کے بغیر دوسروں کو اُن میں تصرف جائز نہیں اور اُس کو اِختیار ہے کہ اُس کی لکڑی کاٹے یا جو چاہے کرے بلکہ اگر اُن کے سبب مقابر پر زمین تنگی کردے تو اُسے مجبور کیا جائے گا کہ درخت کاٹ کر زمین خالی کردے۔ **وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ** ۷

سوال: ہمارے یہاں کا طریقہ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے یا فوت ہوتا ہے تو اُس کی جانب سے اُس کے عزیز ایک یا چند قرآن پاک مسجد میں بھیجتے ہیں، اِس نیت سے کہ لوگ پڑھیں تا کہ ہم کو ثواب ملے۔ اَب چونکہ جامع مسجد میں وہ بکثرت جمع ہوگئے اور بیکار رکھے ہیں جن کا اَنجام سوائے گلنے اور بوسیدہ ہونے کے کچھ نہیں ہے کیونکہ پڑھنے والے چند اور قرآنِ مجید بکثرت جمع۔ تو اُن کو ہدیہ کرکے وہ پیسہ مسجد کے صرف میں لا سکتے ہیں یا نہیں۔ مسجد سے ملحق ایک مدرسۂ قرآنِ مجید ہے اور نیز شہر میں بھی قرآنِ مجید کے مدرسہ ہیں اُن میں اُن قرآنوں کو متولی بھیج سکتا ہے یا نہیں نیز اگر اِس شہر کے مدارس سے بچ رہیں تو دوسرے شہر کے مدارس میں بھیجے جا سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب: اگر بھیجنے سے مصحف شریف اُس مسجد پر وقف کرنا مقصود نہیں ہوتا جب تو بھیجنے والوں کو اِختیار ہے وہ مصاحف اُن کی ملک میں باقی ہیں جو وہ چاہیں کریں اور اگر مسجد پر وقف مقصود ہے تو اِس میں اِختلاف ہے کہ ایسی صورت میں اُسے دوسری مسجد کو بھیج سکتے ہیں یا نہیں جب حالت وہ ہو جو سوال مذکور میں ہے اور تقسیم کی ضرورت سمجھی جائے تو قولِ جواز پر عمل کرکے دوسری مساجد ومدارس پر تقسیم کر سکتے ہیں۔ اُس شہر کی حاجت سے زائد ہو تو دوسرے شہر کو بھی بھیج سکتے ہیں مگر اُنہیں ہدیہ کرکے اُن کی قیمت مسجد میں نہیں صرف کر سکتے ردالمختار میں ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم** ۸

سوال: زید کے پاس ایک رقم زرِ نقد وقف یا لِلّٰہِ کسی کارِ خیر کیلئے موجود ہے، مثلاً مسجد کی تعمیر وغیرہ مصارف کی یا کسی بزرگ کی روضہ یا مقبرہ یا عُرس وغیرہ کی آمدنی اُس کے مصارف پورے طور سے ہو کر اضافۃً جمع رہتی ہے یا مسجد یا مدرسہ یا یتیم خانہ تعمیر کرنے کو وہ چندہ جمع کیا گیا ہے اور اُس کا خرچ پورے طور سے تمام ہو کر باقی رقم اِضافہ رہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ اِس قسم کا پیسہ نقد یا ملک مانند مکان وزمین وغیرہ کے ایک کارِ خیر کیلئے فراہم ہوا ہے یا کیا گیا ہے اِس کو دوسرے کارِ خیر میں اللہ کے واسطے یعنی مسجد کا چندہ کیا ہو یا اُس کی آمدنی میں سے بچتا رہا ہوا مقبرہ یا مدرسہ یا یتیم خانہ کے کام میں مقبرہ و مدرسہ و یتیم خانہ کا پیسہ مسجد کے کام میں لے سکتے ہیں

---

۴ فتاوٰی رضویہ شریف جلد ۶ ص ۱۶۷۔ ۵ فتاوٰی رضویہ شریف جلد ۶ ص ۱۸۸۔ ۶ فتاوٰی رضویہ شریف جلد ۶ ص ۳۴۷۔ ۷ فتاوٰی رضویہ شریف جلد ۶ ص ۳۵۱۔ ۸ فتاوٰی رضویہ شریف جلد ۶ ص ۳۵۱۔

یا نہیں از روئے شرع شریف مع حوالہ کتب مذہب اہلِ سُنّت وجماعت کے خلاصہ یہ بیان فرمائیں۔

جواب: وقف جس غرض کیلئے ہے اُس کی آمدنی اگرچہ اُس کے صرف سے فاضل ہو دوسری غرض میں صرف کرنی حرام ہے۔ وقفِ مسجد کی آمدنی مدرسہ میں صرف ہونی درکنار دوسری مسجد میں بھی صرف نہیں ہوسکتی نہ ایک مدرسہ کی آمدنی مسجد یا دوسرے مدرسہ میں۔ دُرِ مختار میں ہے، چندہ کا جو روپیہ کام ختم ہوکر بچے لازم ہے کہ چندہ دینے والوں کو حصّہ رسد واپس دیا جائے۔ یا وہ جس کام کیلئے اَب اِجازت دیں اُس میں صرف ہو۔ بے اُن کی اِجازت کے صرف کرنا حرام ہے۔ ہاں جب اُن کا پتا نہ چل سکے تو اَب یہ چاہئے کہ جس طرح کے کام کیلئے چندہ لیا تھا اُسی طرح کے دوسرے کام میں اُٹھائیں مثلاً تعمیر مسجد کا چندہ تھا مسجد تعمیر ہوچکی تو باقی بھی کسی مسجد کی تعمیر میں اُٹھائیں۔ غیر کام مثلاً تعمیر مدرسہ میں صرف نہ کریں اور اگر اُس طرح کا دوسرا کام نہ پائیں تو وہ باقی روپیہ فقیروں کو تقسیم کردیں۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ [۹]

سوال: ایک جگہ ایک مسجد چھپر کی تھی۔ اَب ایک شخص نے اُس کو توڑ کر اپنے پاس سے روپیہ دے کے اُسی جگہ ٹین کردیا۔ اَب توڑ ہوا چھپر کو فروخت کرنا برائے خرچ مسجد کے یا بیٹھک خانہ بنانا دُرست ہے یا نہیں اور اگر بیٹھک خانہ بنانا دُرست ہے تو ازروئے شرع شریف کے کس صورت پر جائز ہوگا۔

جواب: حاکمِ اِسلام اور جہاں وہ نہ ہو تو متولی مسجد و اہلِ محلّہ کو جائز ہے کہ وہ چھپر کہ اَب حاجتِ مسجد سے فارغ ہے کسی مسلمان کے ہاتھ مناسب داموں کو بیچ ڈالیں اور خریدنے والا مسلمان اُسے اپنے مکان نشست یا باورچی خانے یا ایسے ہی کسی مکان پر جہاں بے تعظیمی نہ ہو ڈال سکتا ہے، پاخانہ وغیرہ مواضع بے حرمتی پر نہیں ڈالنا چاہئے کہ علماء نے اُس کوڑے کی بھی تعظیم کا حکم دیا ہے جو مسجد سے جھاڑ کر پھینکا جاتا ہے [۱۰] وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ مسجد میں حدث کرنا جائز ہے یا نہیں اور معتکف کو حدث کرنا مسجد میں جائز ہے یا نہیں اور کوئی طالب علم باوجود حجرہ ہونے کے مسجد میں کتب بینی کرے اور حدث بھی کرے تو اَب اِس صورت میں مسجد میں بیٹھنا اَفضل ہے یا حجرہ میں اور جو صاحب اِس کو تسلیم نہ کریں اُن کو کیا حکم ہے شریعت کا۔؟

جواب: مسجد میں حدث یعنی اِخراجِ رِیح غیر معتکف کو مکروہ ہے اُسے چاہئے کہ ایسے وقت مسجد سے باہر ہوجائے پھر چلا آئے طالب علم کو مسجد میں کتب بینی کی اِجازت ہے جبکہ نمازیوں کا حرج نہ ہو اور اِخراجِ رِیح کی حاجت نادر ہو تو اُٹھ کر باہر جائے ورنہ سب سے بہتر یہ علاج ہے کہ بہ نیّت اِعتکاف مسجد میں بیٹھے اور کتاب دیکھے جبکہ کتاب علم دین کی ہو یا اُن علوم کی جو علم دین کے آلہ ہیں اور یہ اُسی نیت سے اُسے پڑھتا ہو جو شخص غیر معتکف کو اخراجِ ریح مسجد میں خلاف اَدب نہیں جانتا غلطی پر ہے اُسے سمجھا دیا جائے جس کی ریح میں وہ بو نہ ہو جس سے ہوائے مسجد پر اثر پڑے۔ بعض لوگوں کی ریح میں خلقی بوئے شدید ہوتی ہے بعض کو بوجہ سوئے ہضم وغیرہا عارضی طور پر یہ بات ہوجاتی ہے' اَیسوں کو اَیسے وقت میں مسجد میں بیٹھنا ہی جائز نہیں کہ بوئے بد سے مسجد کا بچانا واجب ہے وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَتَاَذّٰی بِهٖ بَنُوْ اٰدَمَ جس بات سے آدمیوں کو اذیت پہنچتی ہے اُس سے فرشتے بھی اذیت پاتے ہیں [۱۱] وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

سوال: حضرت (محمد) ﷺ کے ظاہرہ زمانہ حیات میں مسجدوں کے اُوپر مینار اور برج نہیں تھے اَب کیونکر بنائے جاتے ہیں؟

جواب: واقعی زمانۂ اقدس حضور سرور عالم ﷺ میں مساجد کے لئے برج کنگرے اور اِس طرح کے منارے جن کو لوگ مینار کہتے ہیں ہرگز نہ تھے بلکہ زمانۂ اقدس میں پکے ستون نہ پکی چھت

---

[۹] فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ ص ۳۶۸۔ [۱۰] فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ ص ۳۹۲۔ [۱۱] فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ ص ۳۹۳۔

نہ پکا فرش نہ گچکاری یہ امور اصلاً نہ تھے **کَمَا فِی صَحِیْحِ الْبُخَارِیْ فِی ذِکْرِ مَسْجِدِہٖ** ﷺ بلکہ حدیث میں ہے **اِبْنُوا الْمَسَاجِدَ وَاتَّخِذُوْهَا جُمًّا** ''مسجدیں بناؤ اور انہیں بے کنگرہ رکھو'' **رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ والبیہقی فی السنن عن انس** رضی اللہ عنہ **عن النبی** ﷺ۔ دوسری حدیث میں ہے 'اپنی مسجدیں مُنڈی بناؤ اور اپنے شہر کنگرہ دار۔ **رواہ ابن شیبۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی** ﷺ مگر تغیر زمانہ سے جبکہ قلوب عوام تعظیم باطن پر تنبیہ کیلئے تعظیم ظاہر کے محتاج ہو گئے' اِس قسم کے اُمور علماء وعامہ مسلمین نے مستحسن رکھے، اِسی قبیل سے ہے۔ قرآنِ عظیم پر سونا چڑھانا کہ صدرِ اوّل میں نہ تھا اور اَب بہ نیتِ تعظیم واحترامِ قرآنِ مجید مستحب ہے۔ یونہی مسجد میں گچکاری اور سونے کا کام اور اِن میں ایک منفعت یہ بھی ہے کہ مسافر یا ناواقف منارے کنگرے دُور سے دیکھ کر پہچان لے گا کہ یہاں مسجد ہے تو اِس میں مسجد کے طرف مسلمانوں کو اِرشاد و ہدایت اور اَمرِ دین میں اُن کی اِمداد و اِعانت ہے اور اللہ عزَّ وجَلَّ فرماتا ہے: **تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی** تیسری منفعت جلیلہ یہ ہے کہ جہاں کفّار کی کثرت ہو اگر مسجدیں سادی گھروں کی طرح ہوں تو ممکن ہے کہ ہمسایہ کے ہنود بعض مساجد پر گھر اور مملوک ہونے کا دعویٰ کر دیں اور جھوٹی گواہیوں سے جیت لیں بخلاف اِس صورت کے کہ یہ ہیئت خود بتائے گی کہ یہ مسجد ہے تو اِس میں مسجد کی حفاظت اور اعداء سے اِس کی صیانت ہے۔ **وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم** [۱۲]۔

سوال: گذارش مدعا یہ ہے کہ راقم نے جو مسجد جدید تعمیر کرائی اُس میں ایک مختصر سا باغیچہ ہے جس میں اکثر اشجار ثمر دار ہیں اور مرچیں وغیرہ بھی ہوتی ہیں آپ کی خدمت میں اِلتماس ہے کہ براہ کرم حکم شرع شریف سے معزز فرمائیے کہ اِن اَشیاء کا اِستعمال جائز ہے یا نہیں۔ اگر اِستعمال جائز ہے تو کس طریقہ سے۔ جواب سے معزز کیا جاؤں۔

جواب: خاص مسجد میں باغیچہ ہونے کے تو کوئی معنی ہی نہیں۔ اگر یوں ہے کہ جس زمین کا ایک قطعہ مسجد کیا ہے اُس کے دوسرے قطعہ میں باغیچہ ہے تو اِس صورت میں اگر باغیچہ مسجد پر وقف نہ کیا گیا تو وہ ملک اصل مالک پر باقی ہے اُسے اِختیار کہ اُس کے پھل جو چاہے کرے اور اگر وہ بھی مسجد پر وقف کر دیا ہے تو اَب اپنے صرف میں لانا اُسے جائز نہیں بلکہ پھل بیچ کر مسجد کے صرف میں لائے اور اگر واقف نے یہی کیا ہے کہ جس زمین میں باغیچہ ہے خود اُسی کو مسجد کر دیا ہے یعنی باغیچہ کو وقف علی المسجد نہ کیا بلکہ خود اُس کی زمین کو مسجد کر دیا تو اُس کے پھل توڑ کر اپنے صرف میں لائے اور درخت کاٹ کر زمین ہموار کر کے مسجد بنائے۔ **وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ** [۱۳]۔

(صفحہ نمبر ۳۷ کا بقیہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ اِجتماعات بہت کامیاب رہے۔ بہت سی بہنوں نے جو فیشن کرتی تھیں' آئندہ فیشن نہ کرنے کی توبہ کر لی۔ بہت سے بھائیوں نے داڑھی شریف رکھنے کا اِرادہ کیا اور اپنی زندگیاں اِسلام کے مطابق گزارنے کا اِرادہ کیا۔

یہ سب باباجی سرکار کی کوششوں اور لگن کا نتیجہ ہے کہ حویلی لکھا میں اِسلام پھیلنا شروع ہو گیا ہے۔ وہاں کے بہت سے علماء کرام نے ہمارے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر دین کی تبلیغ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ باباجی سرکار کی کوششوں کو قبول فرمائے اور اُنہیں لمبی صحت وتندرستی والی زندگی عطا فرمائے تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ دین کی تبلیغ کر سکیں اور اُن کے صدقے ہمیں بھی اُن کے ساتھ دینِ اِسلام کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

---

[۱۲] فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ ص ۳۹۶۔ [۱۳] فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ ص ۴۰۵۔

ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی مسلسل اِشاعت کا بائیسواں سال

(۱) ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے فضل وکرم اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ کے صدقے اور پیر طریقت رہبر شریعت امینِ علم لدنی نائب غوثُ الثقلین حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ کے فیضانِ کرم سے اور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی کاوشوں سے اپنی مسلسل اِشاعت کے بائیسویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔ ماشاءاللہ۔ الحمد للہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' جس طرح باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اِس کی مثال نہیں ملتی۔ اِس اشاعت کے دوران اگر مدیرِ اعلیٰ کبھی حج یا عمرہ کے لئے تشریف بھی لے گئے تو آئندہ آنے والے مہینے کا شمارہ پہلے ہی مکمل فرما دیتے تاکہ لوگ پریشانی میں مبتلا نہ ہوں۔

حضرت قبلہ علامہ مولانا منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) دامت برکاتہم العالیہ نے علمی اور تحقیقی، تحریری شعبہ کو تابناک بنانے کیلئے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں۔ جنھیں پڑھ کر ایمان تروتازہ ہو جاتا ہے۔

ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' میں خوبصورت مضامین جو حوالہ جات سے مزین ہوتے ہیں اُن کو پڑھ کر ہر مکتبہ فکر کے لوگ اپنی زندگیوں کو اِسلام کے مطابق ڈھال رہے ہیں۔ اِسلامی تعلیمات سے آگاہی کی برکت سے لوگوں کے طرزِ زندگی میں نمایاں تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور اِس کے علاوہ دن بدن اِس کے قارئین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور کثیر تعداد میں لوگ مسلک حقّہ اہلسنّت وجماعت اِختیار کر رہے ہیں۔

ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' میں جتنی باتوں کا تذکرہ ہوتا ہے وہ قرآنِ مجید واحادیث مبارکہ سے اخذ کی جاتی ہیں جن پر عمل کر کے اِنسان صراطِ مستقیم پر چل سکتا ہے۔ ہر مسئلے کو اِتنے آسان اَلفاظ اور بے شمار حوالہ جات سے عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ اِس میں کوئی اعتراض کی بات ہی نہیں رہتی۔ الحمد للہ آج ہر مکتبہ فقر کے لوگ اِس کو خوشی سے خرید کر نہ صرف خود پڑھتے ہیں بلکہ عوام الناس میں تقسیم کر رہے ہیں۔

ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' میں جو مضامین شائع ہوتے ہیں اُن کی عام طور پر اِسلامی ماہ کے مطابق اِشاعت ہوتی ہے۔ اِن مضامین میں سے بعض مضامین قسط وار شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جو بعد میں کتابی صورت میں شائع ہو جاتے ہیں۔

ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' اپنی اِشاعت کے آغاز سے لیکر آج تک ہر ماہ جس طرح باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے' اِس کے لئے ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کے چیف ایڈیٹر اور آپ کی پوری انتظامیہ مبارکباد کی مستحق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دُعا ہے کہ مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور اور پوری انتظامیہ کو صحت و تندرستی والی زندگی عطا فرمائے اور دین کی اِشاعت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھنے کی بھر پور ہمت وتوفیق عطا فرمائے اور ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کو دن دوگنی ترقی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

دُعاؤں کا طالب: محمد عثمان علی یوسفی

(۲) آپ کے ہاتھوں میں سیدھا راستہ کی بائیسویں جلد کا پہلا شمارہ ہے۔ اکیس سال قبل تبلیغ دین اور مکمل صحیح اِسلامی عقائد کی ترویج کا بیڑہ قبلہ محترم علامہ منیر احمد یوسفی صاحب نے ماہنامہ سیدھا راستہ کے آغاز سے اُٹھایا۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے اور اِنشاءاللہ جاری وساری رہے گا۔ اِن اکیس برسوں میں ''سیدھا راستہ'' کی کارکردگی قابل ستائش ہے۔ مدیرِ اعلیٰ اور اُن کے نائبین اِس سلسلہ میں مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ماہنامہ کی سب سے بڑی صفت جو اِسے نہ صرف جرائدِ اہل سُنّت سے ممتاز بناتی ہے بلکہ دیگر مسالک کے جرائد میں بھی

(باقی صفحہ نمبر ۴۶ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

''بخاری شریف بحوالہ تیسیر الباری''
سے متعلق تاثرات

(۱) تبصرہ منجانب ماہنامہ ''دعوتِ تنظیم الاسلام'' گوجرانوالہ

تیسیر الباری، غیر مقلدین کے ایک مستند عالم علامہ وحید الزماں کی حقیقت بھری کاوش ہے جس میں اُنہوں نے بخاری شریف کا ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے اَحادیث پر حاشیہ آرائی کی ہے اور احقاقِ حق کی خاطر اہل سُنّت و جماعت کے متعدد عقائد واَعمال مثلاً طبقۂ صوفیاء میں مروجہ بیعت.... حضور ﷺ کے لئے عطائی علم غیب' اختیاراتِ مصطفیٰ' مسئلہ نور و بشر' مسئلہ شفاعت' حضور ﷺ کا بے عیب وجود' مسئلہ ایصالِ ثواب' دُعا بعد از نماز' وسیلۂ اولیاء اور مسئلہ سماع موتیٰ سمیت اکثر مسائل میں حدیث کے ذریعے اہل سُنّت و جماعت کی تائید کی ہے۔ **الفضل ما شھدت به الاعداء** کے مصداق یہ اللہ رَبُّ العزّت کا بہت بڑا فضل ہے کہ خود غیر مقلدین کے لئے بھی اپنے عقائد کی اِصلاح میں بڑی آسانی پیدا ہوگئی ہے۔

وحید الزماں صاحب کا یہ ترجمہ وحاشیہ عام دستیاب ہے مگر مذکورہ بالا عنوان کے تحت پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' نے عقائد واَعمالِ اہلِ سُنّت و جماعت کی صراحت کرتے ہوئے وحید الزماں کے حاشیہ سمیت اِک اِک مسئلے کے متعدد حوالہ جات درج فرما دیئے ہیں آپ کی یہ کاوش لائق صد تبریک وصد تحسین ہے۔ اِس کتاب کا ہر گھر میں ہونا لازمی ہے تاکہ اہلِ سُنّت کے بچے بچے کو اپنے عقائد واَعمال کی صحت پر حق الیقین نصیب ہو جائے۔ حسین معنوں کے ساتھ ساتھ جاذبِ نظر ٹائٹل، عمدہ طباعت اور مضبوط جلد نے کتاب کی شان وشوکت میں خوبصورت اضافہ کیا ہے۔

(۲) تبصرہ منجانب ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ:

صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری (جلد اول) فاضل محتشم حضرت مولانا منیر احمد یوسفی صاحب مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی تالیف ہے' جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بخاری شریف کا ہر صفحہ عقائدِ اہلسنّت و جماعت کی تائید کرتا ہے اور مخالفین کے نظریات کی نفی پر مبنی ہے۔ مؤلف موصوف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب ابتداء میں یہ کتاب قسط وار ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' میں شائع ہو رہی تھی تو عاشقِ رسول' نائبِ محدثِ اعظم پاکستان پیر طریقت حضرت مولانا مفتی ابو داؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی نے بذریعہ خط ارشاد فرمایا کہ اِس تحقیق کو کتابی سائز میں شائع کیا جائے تاکہ لوگوں کو حقائق سے آگاہی ہو اور عقائدِ اہلسنّت کی سچائی کا علم ہو۔ یہ پہلی جلد کتاب تیسیر الباری کی پہلی دو جلدوں کا مجموعہ ہے۔

(۳) تبصرہ منجانب محمد شفیق سلطان یوسفی
(پی اے ٹو چیف ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت)

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ درسگاہِ نبوت سے فیض یاب ہونے والے اصحابِ رسول ﷺ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کے اَقوال واَفعال کو تحریری اور عملی طور پر نقل کرنا شروع کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو اِس مقصد کیلئے حضور ﷺ کی سنگت میں ہی رہنا پسند کرتے تھے۔ یہ انہی اصحاب کی محنتوں کا ثمرہ ہے کہ آج ہم اِسلام کی دولت سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ محدثین کرام نے اِن ہی اصحابِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے اَحادیثِ مبارکہ روایت کیں۔ سیّدالمحدثین امام بخاری علیہ الرحمہ نے حصولِ علم حدیث شریف کے شوق میں ۱۰۸۰ محدثین سے اَحادیثِ مبارکہ کا سبق حاصل کیا۔ آپ کی کتاب صحیح

بخاری قرآنِ مجید فرقانِ حمید کے بعد مسلمانوں کی سب سے مستند کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ بہت سے شارحین نے اِس کتاب کی شرح بھی لکھی۔ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کی زیرِ تبصرہ کتاب ''صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری'' شارح بخاری وحید الزماں کی شرح بخاری پر مشتمل کتاب تیسیر الباری کے حوالے سے ترتیب دی گئی ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ تیسیر الباری پر تحقیق کی ہے اور ایک منفرد اور اَچھوتے انداز میں عقائد کی اِصلاح پر مبنی کتاب تالیف کی ہے۔ آج کے اِس پُرفتن دَور میں ہر طرف بدعقیدگی اور فرقہ پرستی کا دور دورہ ہے۔ بدعقیدگی اور فرقہ پرستی کی حوصلہ شکنی کیلئے اَیسی کتب نعمتِ خداوندی سے کم نہیں ہیں۔ یہ کتاب بلاشبہ دیندار گھرانوں کیلئے ایک تحفہ ثابت ہوگی۔

(۴) تبصرہ منجانب محمد جواد یوسفی:

پیر طریقت رہبر شریعت جناب حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے جب بندۂ ناچیز محمد جواد یوسفی نے کتاب بعنوان ''صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری'' کی اشاعت کے سلسلے میں پہلی دفعہ سنا کہ مذکورہ بالا کتاب بہت جلد منظر عام پر آنے والی ہے تو میں نے اُس وقت یہ اِرادہ کرلیا تھا کہ میں اُسے ضرور بضرور پڑھوں گا اور پھر جب میں نے اِس کتاب کو پڑھنا شروع کیا تو ابھی کچھ ہی صفحات پڑھ پایا تھا کہ میں نے دِل میں یہ نیت کر لی تھی کہ اِس کتاب کو میں اپنے دوست احباب میں ضرور بضرور تقسیم کروں گا کیونکہ جس طرح اِس کتاب میں پیارے کریم آقا ﷺ کی شانِ مبارک اور اہلِ سُنّت و جماعت کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے اور بدمذہبیت کا مدلّل انداز میں رد کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اِس کتاب کا نام ہی اِتنا خوبصورت ہے کہ ہر عقیدے سے تعلق رکھنے والے شخص کو اپیل کرتا ہے اور دین کی تبلیغ میں یہ کتاب میرے لئے کافی موثر ثابت ہو رہی ہے کیونکہ یہ خود ایک مبلغ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے حضور دِلی دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے شیخ کو عمر خضری عطا فرمائے اور اُن پر رحمتیں برساتا رہے اور میرے شیخ یونہی دینِ اِسلام کی خدمت کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین!

(۵) تبصرہ منجانب محمد اکمل سکندر یوسفی:

رفیق کنج تنہائی کتاب است
فروغ روحِ دانائی کتاب است

میری عرصہ دراز سے یہ خواہش تھی کہ ایک ایسی کتاب ہو جس میں عقیدۂ اہلسنّت و جماعت بڑی جامعیت سے بیان ہو حال ہی میں سیّدی مرشدی حضرت قبلہ علامہ الحاج منیر احمد یوسفی صاحب (ایم۔اے) نے ''بخاری شریف بحوالہ تیسیر الباری'' کے عنوان سے کتاب لکھی ہے۔ اِس کتاب میں موصوف نے جس جانفشانی اور عرق ریزی سے عقیدۂ اہلسنّت و جماعت کو قلمبند کیا ہے یہ صرف اِن ہی کا خاصہ ہے۔ آپ نے تبلیغِ دین کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا ہے آپ کی دوسری کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی تبلیغِ دین کا شاہکار ہے۔ میری قارئین اور مبلغین حضرات کو دعوت ہے کہ اِس کتاب کو لوگوں میں پھیلائیں۔ اِنشاءاللہ العزیز اِس کتاب میں آپ اَلفاظ اور عبارت کا حُسن پائیں گے۔

اللہ رَبُّ العزّت موصوف کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم ودائم فرمائے اور ہمیں اُن سے اِستفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتاب کی ضخامت ۳۳۰ صفحات، ہدیہ ۳۰۰ روپے اور ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-III گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور۔ فون: 0300-4274936

تبصرہ کتب

(۱) ''آدابِ طعام''

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہم اِیمان والوں پر بے حد اِحسان وشکر ہے کہ اُس ذاتِ کریمہ عزَّ وجلّ نے ہمیں اَن گنت نعمتوں سے نوازا ہے اور اِن سب نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہیں۔ کیونکہ باقی تمام نعمتیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے سے ہم اِیمان والوں کو نصیب ہوئیں۔ جیسا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ خود فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِی ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) مجھے عطاء فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں''۔

ہم اِیمان والوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی اِن دی ہوئی نعمتوں کا حق ادا کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِنسان کو دُنیا میں بھیجنے کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ (الذاریات:۵۶) ''اور میں نے جن اور اِنسان اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔''

مومن کی زندگی کا ہر لمحہ عبادت ہے بشرطیکہ اِطاعتِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہو۔ مومن کا کھانا پینا بھی عبادت ہے۔ اِنسان خوراک و پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اِس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں روح پرور اِرشادِ مبارک فرمایا ہے:.... کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰہِ .... (البقرۃ:۶۰) ''کھاؤ اور پیو اللہ (جل جلالہ) کے دیئے ہوئے رزق میں سے۔''

ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پوری نورانی زندگی مبارک پوری کائنات کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ تو کیوں نہ ہو کہ ہم کھانا کھانے اور پانی پینے کے عمل کو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فرمائے ہوئے اِرشادِ مبارک کے مطابق ادا کریں۔ اِس سے جسم کی ضروریات کے پورے ہونے کے ساتھ ساتھ اِطاعتِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی ہو جائے گی۔

اِسی سلسلہ میں بندۂ ناچیز محمد عثمان علی یوسفی کے مرشد پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی (ایم-اے) دامت برکاتہم القدسیہ نے ''آدابِ طعام'' کے نام سے کتاب کو تالیف فرمایا ہے۔ یہ تالیف تین جامع حصّوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصّے میں رزقِ حلال کا بیان ہے اور دوسرے حصّے میں کھانا کھانے کے آداب اور تیسرے حصّے میں پانی پینے کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔

اِس کتاب ''آدابِ طعام'' کو اِس لئے تصنیف فرمایا گیا تاکہ لوگوں کا کھانا اور پینا بھی سرکارِ کائنات ﷺ کی سُنّتِ مبارک کے مطابق ہو کر ثواب کا باعث بن سکے۔

اِس کتاب کے مطالعہ سے ناچیز کو بہت سی ایسی باتوں کا علم ہوا ہے جو پہلے کبھی معلوم ہی نہ تھیں۔ مثال کے طور پر کھانا کھانے سے پہلے مجلس میں شریک سب اَفراد کے ہاتھ پہلے دُھلانے چاہئیں اور بزرگ، شیخِ طریقت یا والدِ محترم کے ہاتھ آخر میں دُھلانے چاہئیں اور کھانا کھانے کے بعد سب سے پہلے بزرگ یا شیخِ طریقت یا والدِ محترم کے ہاتھ دھلانے چاہئیں اور بعد میں دوسرے اَحباب کے۔

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی (ایم-اے) دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنی زندگی کو تبلیغِ اِسلام کے لئے وقف کر رکھا ہے تاکہ لوگوں تک رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا پیغام پہنچایا جا سکے۔ یہ پیغام کبھی پرنٹ میڈیا، کبھی الیکٹرونک میڈیا اور کبھی ٹیلی کمیونیکیشن کے ذریعے عوام الناس تک پہنچ رہا ہے۔ عوام الناس تک رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا پیغام پہنچانے کے ساتھ ساتھ اِس پر عمل درآمد اور دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ کا طریقہ سکھانے کے لئے سیّدی مرشدی ہر ہفتہ کی شب بعد اَز نمازِ عشاء جامع مسجد نگینہ گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور میں تربیتی وتعلیمی اجتماع میں بیان فرماتے ہیں۔

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی (ایم-اے) دامت برکاتہم القدسیہ علم کا سمندر ہیں۔ اکثر

آپ کے اجتماعات میں درس وتدریس کے بعد سوالات وجوابات کی نشست کا سلسلہ ہوتا ہے۔ جس میں سننے والے آپ سے سوالات کرتے ہیں اور آپ قرآنِ مجید و احادیثِ مبارکہ کے مطابق اُن کے جوابات اِرشاد فرماتے ہیں۔

بزرگو دوستو! آج کے اِس دور میں ہم مسلمان لوگ رَبّ کریم ﷻ اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مقدس اِرشادات کو بھول کر ''یہود وہنود'' کی نقالی کو کامیابی کا ذریعہ سمجھے ہوئے ہیں ۔ حالانکہ قرآنِ مجید میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ.... (ھود:۱۱۳) ''اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اَقدس میں دُعا ہے کہ سیّدی مرشدی کی اِس تصنیف کو پڑھنے اور اِس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے، میرے شیخ کامل کو صحت وتندرستی والی عمرِ خضری عطا فرمائے تاکہ ہم اُن کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ مستفید ہوتے رہیں۔ آمین!

دُعاؤں کا طلبگار: محمد عثمان علی یوسفی

ہدیہ: 150 روپے۔ ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔ 0300-4274936۔

(۲) اِسلامی عقائد ومسائل:

ازقلم: علامہ پیر محمد تبسم بشیر اویسی صاحب

زیرِ نظر کتاب ''اسلامی عقائد ومسائل'' میں علامہ پیر محمد تبسم بشیر اویسی صاحب نے عوام الناس کے لئے بنیادی اِسلامی عقائد کو ترتیب دیا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ذاتِ اَقدس و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام، اولیاء اللہ، آسمانی کتابوں، فرشتوں پر مشتمل معلومات کو سوالوں کی صورت میں پہلے حصے میں شامل کیا گیا ہے جبکہ دوسرا حصہ ارکانِ اسلام یعنی کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور اِن کے مسائل پر مشتمل ہے۔ تیسرے حصے میں اِسلامی آداب اور چوتھے حصے میں عورتوں کے مسائل کو موضوعِ تحریر بنایا گیا ہے۔ ہر مسلمان کو اِسلام سے متعلق بنیادی معلومات کے حصول کے لئے اِس کتاب کو ضرور پڑھنا چاہئے۔

ہدیہ: 50 روپے ملنے کا پتا: مرکزی دفتر آستانہ عالیہ اویسیہ علی پور چٹھہ شریف ضلع گوجرانوالہ۔

(صفحہ نمبر ۴۲ کا بقیہ)

منفرد بناتی ہے، وہ تمام کے تمام مضامین میں بیان کی گئی احادیثِ مبارکہ اور دیگر مقالہ جات کا باحوالہ ہونا ہے۔ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کا ہر صفحہ بلکہ ہر حدیث اور ہر سطر بیسیوں حوالہ جات سے آراستہ ہوتی ہے۔ بات صرف حوالہ جات کی نہیں بلکہ مستند حوالہ جات کی ہے۔ جو ''سیدھا راستہ'' میں بکثرت پڑھنے کو ملتے ہیں۔ ''سیدھا راستہ'' میں مضامین نہایت آسان اُردو میں پیش کئے جاتے ہیں جسے پڑھے لکھے افراد کے ساتھ ساتھ عام لوگ بھی آسانی سے سمجھ جاتے ہیں۔

اللہ رَبُّ العزّت کے حضور دُعا ہے کہ ماہنامہ اِسی آب و تاب کے ساتھ اشاعتِ دین میں اپنا کردار ادا کرتا رہے اور مدیر اعلیٰ کا سایہ عوام اہلِ سُنّت پر تادیر قائم رکھے تاکہ وہ ہمیں اللہ تبارک تعالیٰ اور اُس کے محبوب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے راستے پر چلنے میں ہماری رہنمائی کرتے رہیں۔

دُعاؤں کا طالب: افتخار احمد یوسفی

(۳) محترم ومکرم حضرت علامہ پیر منیر احمد یوسفی صاحب سلام مسنون، مزاج گرامی۔

دینِ حنیف کا ترجمان ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' باقاعدگی سے موصول ہو رہا ہے۔ اِس عنایت پر احقر آپ کا شکر گزار ہے۔ اور دُعا گو ہے کہ مسلکِ حق کی ترجمانی کا یہ سفر تا صبحِ قیامت جاری وساری رہے۔ اشاعت کے سلسلے کو مسلسل اکیس سال تک جاری رکھنے پر احقر آپ کو اور تمام اراکین ادارہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

بہ احترامات فراواں

والسلام: محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی عفی عنہ